Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۳ | مارچ ۱۹۳۲ سنہ ع | ۲۶ شوال ۱۳۵۰ سنہ ھ | جلد ۳۱

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین
اکمل

فہرست مضامین

مسئلہ شفاعت اسلام کی روشنی میں	۸۱/۹۲	مولانا عبداللطیف صاحب مدرس خانپور
یورپ میں طلاق	۹۲/۹۶	مولانا محمد ظفر صاحب
مسیحی کتب اسلام نظر میں	۹۷/۱۰۶	ترجمہ ریویو انگریزی
مسئلہ رجوع موتیٰ مسلمانان ماریشس روح قربانی ہندوستان کی ابتدائی آبادی ہندو مسلم اتحاد۔ اپیل	۱۰۷/۱۲۰	ماخوذ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ... آٹھ آنے

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۸	۱۰	۲۰۹۲۳۶
۲	طبع و اشاعت	۶	۴	۷۲۲
۳	بورڈران ہائی	۶	۴	۲۳۶
۴	" احمدیہ	۰	۱۵	۱۴۰
۵	مقبرہ بہشتی	۳	۱۳	۱۳۳۳۹۰
۶	قرضہ	۰	۰	۱۷۱۵۸
۷	پراویڈنٹ فنڈ	۵	۴	۱۰۴۸۱
۸	ترقی اسلام	۳	۸	۹۰
۹	بک ڈپو	۶	۴	۵۰۱
	میزان	۱	۱	۳۷۱۹۵۸

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ		
۱	بقایا و پیشگی	۹	۱۱	۳۹۸۴۱
۲	جائداد	۹	۱۱	۵۳۵۰
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۳	۶	۳۳۳۲
۵	ناظر اعلیٰ	۰	۱۱	۱۲۹۹۱
۶	قضاء	۰	۵	۱۴۴
۷	افتاء	۰	۰	۱۸
۸	پرائیویٹ سکرٹری	۹	۱۲	۱۱۳۳۹
۹	محاسب	۰	۱	۱۱۳۲۵
۱۰	نور ہسپتال	۰	۹	۳۳۶۶
۱۱	دعوۃ و تبلیغ	۶	۴	۱۰۲۳۷۵
۱۲	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۰	۱۳	۲۳۴۹۹
۱۳	گرلز سکول	۶	۱۴	۷۳۹۸
۱۴	مدرسہ احمدیہ	۶	۱۲	۲۱۵۶۴
۱۵	جامعہ احمدیہ	۰	۱۵	۱۴۰۷۱
۱۶	منارہ	۰	۰	۷۰
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	۰	۱	۵۷۳۵
۱۸	امور عامہ	۳	۱۱	۱۲۳۶۷
۱۹	ضیافت	۷	۲	۳۰۳۴۵
۲۰	تعلیم و تربیت	۰	۴	۱۰۱۶۴
۲۱	امور خارجہ	۶	۱۱	۶۵۹۴
۲۲	خلافت	۰	۹	۱۴۶۱۱
۲۳	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
۲۴	صدقات	۹	۰	۱۲۵۷۰
۲۵	تالیف و تصنیف	۹	۴	۱۳۲۱۴
	میزان	۱	۱	۳۷۱۹۵۸

محمد اشرف
محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل: ہفتہ میں تین بار۔ دس روپے سالانہ۔ طلباء عہ/۸
ریویو آف ریلیجنز اردو: ماہوار۔ تین روپے سالانہ۔
ریویو آف ریلیجنز انگریزی: سات روپے سالانہ۔
سن رائز: ہفتہ وار۔ بڑا ۲۲×۲۸ پونڈ کاغذ۔ ۵ روپے سالانہ
مصباح: مہینہ میں دو بار۔ عورتوں کا اخبار۔ عہ/۸ سالانہ
منگوانے کا پتہ۔ مہتمم طبع و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئی اس طرح کہ لکھنے والے کو ہرگز ان حالات مقامی و زمانی کا علم نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی اُس زبان میں کہ جو حضرت مسیح اور آپ کے حواری بولا کرتے تھے۔ نیز سینٹ مرقس کو کئی سال کے بعد اپنی یاد پر انحصار رکھنا پڑا اور اِس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ یا اس کے ہمعصر عیسائی اُن باتوں کو زبانی حفظ کر لیا کرتے تھے *

مَیں نے اس بات پر زور دیا ہے کیونکہ متی اور لوقا کی تحریرات بھی اِسی مرقس کی انجیل پر مبنی ہیں اور یہ ایک کُھلی ہوئی صداقت ہے کہ مرقس کی تمام کی تمام انجیل سوائے تیس آیات کے لفظاً لفظاً ان ہر دو انجیلوں کے اندر پائی جاتی ہے ملاحظہ ہو کینن سٹریٹر کا مضمون جو پیک کی تفسیر کے دیباچہ کے اندر شامل ہے۔ یہ ہے مختصر خاکہ اور حقیقت ان ہر سہ اناجیل کی جن کو آجکل سنیوپٹیکل گوسپلز کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔ باقی رہی وہ انجیل جو یوحنا کی انجیل کے نام سے موسوم ہے وہ جہاں تک تاریخی واقعات کا ذکر ہے بالکل ناقابل اعتبار ہے کیونکہ یہ انجیل یہ بیان نہیں کرتی کہ حضرت مسیح نے کیا فرمایا یا کیا بلکہ عیسائیوں کو حضرت کے اعمال و افعال کو کس رنگ میں بطور عقیدہ کے ماننا چاہیئے *

یہ کہ اناجیل ہرگز الہامی کُتب نہیں بلکہ خالص طور پر انسانی تحریرات ہیں اندرونی شہادتوں سے بھی ظاہر ہے مثال کے طور پر لوقا کی ابتدائی آیات کو لے لو جہاں وہ کہتا ہے کہ عیسائیت کی ابتدائی باتوں کو رقم کرنے کے لئے دوسروں کی کوششوں سے متأثر ہو کر وہ بھی اِسی کام کو شروع کرتا ہے۔ اور لکھی ہوئی اور زبانی حدیثوں کو جمع کرنے۔ معائنہ کرنے جانچنے اور ترتیب دینے کی تکلیفیں اُٹھا کر تھیافیلس۔ ایک رُومی عالم کو پیش کرتا ہے *

وہ اِسکے لئے کسی خدائی واسطہ کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بلکہ دوسروں کی مثال دیکھ کر اُس کو بھی جوش آتا ہے۔ وہ مصالحہ کو جمع کرتا ہے جانچتا ہے اور ترتیب دیتا ہے جس طرح کہ دوسرے مؤرخ کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی اپنے اُن عجیب اعتقادات کو بھی مدِ نظر رکھتا ہے جن کی تعلیم اسکو بچپن سے دی گئی اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے پروپیگنڈے کا بھی کام کرتا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا کام ہے جو اس کی تاریخی حیثیت کو بالکل مٹا دیتا ہے۔ وہ اور لوگوں کی مثال بیان کرتا ہے جو اِسی قسم کی کوششوں میں مصروف ہیں اور یہ معلوم کر کے کہ وہ اسکے معیار کو نہیں پا سکتے اُن کی تاریخدانی پر اعتراض کرتا ہے وہ کسی مرقس یا متی یا یوحنا کا ذکر نہیں کرتا تاکہ یہ بتلائے کہ یا تو وہ تھے ہی نہیں اور یا یہ کہ وہ اس بیماری میں ہی آ جاتے ہیں کہ مدِ کئی ہیں جن کی کتابوں کو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا کیونکہ ان میں کوئی ایسی تاریخی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا اعتقادی بات نہیں کہ وہ تقدس مآب تھیا فیلس کو پیش کرنے کے قابل ہوں"۔ کسی خدائی تحفہ یا روح القدس کی طرف سے وحی شدہ ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اُس نے وہی کیا جو دوسرے پروپیگنڈا کرنے والے کر سکتے ہیں ؂

یہ ہیں وہ کتابیں اور تحریرات جن کو مسٹر باڈمین اپنی مقدس الہامی کُتب کہکر پکارتے ہیں اور اگر کوئی بیچارا مسلمان اس افترا کی طرف اشارہ کرے، تو اُس کو یہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے کہ اس سے کتابوں کی تقدیس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ باوجودیکہ یہ لوگ اسلامی ممالک میں ایک عرصہ تک رہتے ہیں اور وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا اسلامی علوم پر ان کی واقفیت ایک مستند مصنّف کی ہے لیکن وہ اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ مسلمانوں کے اعتراضوں کا اصل مفہوم یا مقصد کیا ہے۔ مسلمانوں کا نظریہ مسیحی کتب کے متعلق وہی ہے جو قرآن مجید نے اس طرح پر بیان کیا ہے۔ فویل للّذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ لیشتروا بہٖ ثمنًا قلیلًا فویلٌ لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (بقرہ رکوع ۹) اے افسوس اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھ لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں تاکہ وہ اُن سے کچھ نفع حاصل کرلیں اسلئے افسوس ہے اُن پر جو انکے ہاتھوں نے لکھا اور افسوس ہے اُن پر جو انہوں نے کمایا"

پس مسٹر باڈمین اور انکے دوستوں کو جاننا چاہیئے کہ مسلمانوں کو کسی خاص آیت پر اعتراض نہیں بلکہ عیسائیت کی تمام "الہامی کتب" ہیں جو قابل الزام ہیں اور انکی نکتہ چینی کے اندر آتی ہیں ۔ مسلمان اُن کے الہامی ہونے کو ہرگز نہیں مانتے۔ وہ انکو محض کہانیوں کی کتابیں سمجھتے ہیں جو آدھی تاریخی ہیں اور آدھی افسانوں سے پُر۔ اور جن کے پیچھے کوئی الہامی سند نہیں۔ اگر ہمارے عیسائی دوست صرف اِس بات کو سمجھ لیں تو وہ مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کی اصل زمین کو بھانپ لیں گے۔ مسلمانوں کا رویہ قرآن کی بیّن آیات پر مبنی ہے جن کی بنیاد بیرونی اور اندرونی ناقابل تردید تاریخی شہادتوں پر قائم ہے۔ اگر کوئی عیسائی اِس کے خلاف کسی قسم کے ثبوت بہم پہنچا سکتا ہے تو وہ سامنے آئے لیکن پہلے اسلام کے دعووں کو اچھی طرح سمجھ لے وہ جن پر یہ مذہب چودہ سو برس سے کھڑا ہے ؂

نیز ہمارے عیسائی دوستوں کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی مسلمان کسی خاص آیت پر اعتراض بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے تو وہ محض تائیدی ثبوت بہم پہنچانے کے لئے کرتا ہے۔ وہ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ اِن تاریخی کُتب کو مترتب کرنے میں نفسانی خواہشات (خواہ وہ تاریخی ہوں یا دماغی) کا بہت حد تک دخل ہے +

فرض کیجئے مسٹر ہاڈمین کسی عدالت میں جج بنتے ہیں۔ تو وہ کیا فیصلہ دیں گے اُس دستاویز کے متعلق جس میں طرفین نے دست اندازی کی ہو۔ اگر وہ اُس کو ایک کاغذ کا چھیتڑا کہکر رد کردینگے تو اُن کو کس طرح اُمید ہو سکتی ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اپنا جان سے عزیز اور پیارا مذہب عیسائی کُتب جیسی بودی تحریرات پر قربان کردیگا۔ وہ خود مانتا ہے کہ اُس میں تحریف ہوئی ہے۔ وہ کس طرح جرأت کرسکتا ہے کہ ہمارے جیا نے کو ایسی بگاڑی ہوئی چیزیں پیش کرے؟ یہاں بھی مسلمانوں کا رویہ مبنی ہے قرآن کے ایک اعتراض پر جو عیسائیوں کی مذہبی کُتب کے متعلق ہے۔ خدا کا کلام کہتا ہے۔ "وہ الفاظ کو اپنی اصل[1] جگہ سے تبدیل کرلیتے ہیں۔ بڑے بڑے عیسائی علماء کی ایک مجلس ہوتی ہے جو اکٹھے بیٹھ کر ایک کتاب لکھتے ہیں جس کو وہ Authorised Version یا "مستند ترجمہ" کا خطاب دیتے ہیں۔ لیکن مسٹر ہاڈمین کے نقطۂ خیال کے موجب اس کو ابتدائی مسودوں پر مبنی ہونا چاہیئے تھا۔ اُس کی مراد اِس سے یہ ہے کہ جو آیات نظر ثانی کیئے ہوئے ترجمہ سے اخذ کی ہوئی ہیں وہ مستند ترجمہ میں شامل نہیں کرنی چاہیئے تھیں۔ وہ اس تحریف کو مانتا ہے اور کہتا ہے کہ "یہ تمام فرو گذاشتیں ایک واقعہ کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اور اسکو اصطلاحی طور پر Western Interpolations یا "مغربی تحریفات" کہا جا سکتا ہے"۔ اس کو یہ بھی مسلّم ہے کہ ان کتب میں جعلسازی کا دخل ہے اگرچہ وہ جعلسازی نیک نیتی پر مبنی ہے (پمفلٹ صفحہ ۶) وہ کہتا ہے کہ جو کاتب اصل مسودوں سے نقل کرنے کے لئے بیٹھے اُنہوں نے بائیبل کی اشاعت کیلئے نیکی کوشش کی تاکہ اسکے معنوں میں چھان بین ہوسکے اور مختلف مسودوں میں جو تفاوت ہے وہ دُور ہوسکے۔ اِس اعتراف تحریف کے ہوتے ہوئے مَیں مسٹر ہاڈمین کو کہونگا کہ وہ اُس مسلمان کے رویہ پر غور کریں جو یہ جانتے ہوئے کہ بعض عیسائی مؤرخ اس شریف جعلسازی کے مرتکب ہوئے ہیں یہ رائے رکھتا ہے کہ اِس کتر و بیونت نے ان کتب کی تاریخی حیثیت کو کم کر دیا ہے +

مَیں مسٹر ہاڈمین کی صاف بیانی کو مانتا ہوں جب وہ کہتے ہیں کہ نظر ثانی کیئے ہوئے ترجمہ میں

---

[1] یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظاً مما ذکروا بہ -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہو شدہ یا محو کردہ آیات پُرانی کُتب میں ہرگز نہ ہونی چاہیئے تھیں (یہ موٹے الفاظ اُنکے اپنے ہیں) بغیر اس کے کہ مَیں ریورنڈ موصوف کے تبصرہ کی بحث میں پڑوں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں قرآن کے اِس فیصلہ کو مان لینا چاہیئے جو یہ کہتا ہے کہ عیسائی علماء اپنی کتب میں تحریفات کرتے چلے آئے ہیں اور اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے جس جگہ چاہا کانٹ چھانٹ کرتے رہے ؎

مسٹر باڈمین اچھی طرح جانتے ہیں کہ عیسائیت کے ابتدائی ایّام میں عیسائی علماء جو کچھ سُنتے یا پڑھتے تھے وہ لکھ لیتے اور پھر اسکو خدائی کلام سے موسوم کردیتے تھے۔ اور پھر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جو قابلِ اعتراض مقامات تھے وہاں پر انہوں نے ضرورت کے مطابق ہمیشہ کمی یا زیادتی کی۔ پھر وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ معلوم نہیں ابتدائی مسودے کس زبان میں رقم کیئے گئے تھے۔ (پمفلٹ زیرِ بحث صفحہ ۵)

آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "حقیر تحریرات"، کو چھوڑ کر ابتدائی مروّج مسودے چوتھی صدی کے ہیں اور باوجود اسکے آپ یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ یہ کتب الہامی ہیں اور کسی فقرہ کا ادخال یا اخراج اسکو الہامی ہونے سے نہیں روکتا۔ اگر وہ واقعی اس رائے پر کاربند ہیں تو کم از کم مَیں اُنکی اس مذہبی تسلّی پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے تیار نہیں لیکن ان کو مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کیلئے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ وہ اس طرح پر مسلمانوں کے مخالف خیالات کو اور بھی زیادہ تقویت دے رہے ہیں ؎

اب تک مَیں سوال کے عام پہلو پر بحث کرتا رہا ہوں۔ اب مَیں اُس تشریح کی تفصیل میں جانا چاہتا ہوں جو انہوں نے بعض آیات نکال دینے کی تائید میں لکھی ہے۔ اپنی تصدیق میں وہ زیادہ تر "ویسٹ کاٹ ہارٹ"، کو پیش کرتے ہیں۔ عہدنامہ نو کے اس نظرِ ثانی کیئے ہوئے اُردو ترجمہ میں اُن آیات کی عدم موجودگی کی جو وجہ آپ دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اصل میں اُن کا ادخال ہی غلطی تھی وہ عہد نامہ نو کے ابتدائی مسودوں میں موجود ہی نہیں تھیں۔ لیکن آپ ساتھ ہی یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آیات کی یہ فروگذاشت "اعتقادی طریق پر نہیں"۔ اور نہ ہی "یہ ہمارے اصل علم پر کوئی ڈاکہ" ڈالتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آیا یہ اِس امتحان پر کس طرح پوری اُترتی ہے۔

پہلی فروگذاشت متی باب ۱۷: ۲۱ "مگر اس طرح کے دیو بغیر دُعا و روزہ کے نہیں نکالے جاتے"۔ مسٹر باڈمین کہتے ہیں کہ یہ آیت اصل نسخہ میں نہیں پائی جاتی۔ یہ متی میں کس طرح آئی؟ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتاتے ہیں کہ "مغربی تحریفات" کی بنا پر بعض مصنفوں نے بائبل کے واقعات میں ایک مشابہت دیکھ کر ایک حصہ کو دوسرے میں ملا لیا تاکہ توازن ٹھیک ہو جائے۔ ہارٹ کی تحریر کے موجب وہ کہتا ہے کہ یہ آیت پہلے مرقس ۹ : ۲۹ میں موجود تھی اور اس میں روزے کا ذکر نہیں تھا۔ وہ اِس سلسلہ میں قدیم لاطینی مسودہ "کے" کا ذکر کرتا ہے لیکن وہ یہ مانتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دوسری میں چلا گیا اور موافقت مکمل کرنے کے لئے مصنفین نے اس کو مرقس سے لیکر متی ۱۷ میں اپنی مناسب جگہ ڈالدیا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مسٹر بائیبن خود اپنی بنیاد کا اچھی طرح واقف نہیں وہ ہارٹ کی بھی مدد لیتا ہے۔ لیکن خود اس کو یقین نہیں جب وہ کہتا ہے کہ "غالباً مرقس میں پہلے یہ فقرہ نہیں تھا" یہاں اعتقاد اور واقعہ کا سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کسی بیان کا دُہراؤ اُس کی صداقت اور مطلب کو اور زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اس دُہراؤ کو کم کر دو تو یہ ایک محاورہ کی غلطی رہ جاتی ہے جسکو پڑھنے والا اور عالم دونو بآسانی ترک کر سکتے ہیں۔ سوال اور بھی گہرا جاتا ہے اور یسوع کے معجزات کی جڑ پر جا لگتا ہے۔ اگر روزوں اور دُعاؤں سے گندی ارواح دُور کی جا سکتی ہیں تو حضرت مسیح کے معجزات کی تمام حقیقت کھُل جاتی ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپکے تمام معجزات الٰہی اقتدار کے ماتحت تھے اس کی حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے کہ منکر یہودی بھی اسی طرح کے معجزے دکھا سکتے تھے اور یسوع کے زمانہ میں بھی بُری ارواح نکال سکتے تھے (لوقا ۱۱ : ۹) تو خدائی انگلی کہاں ہے؟ کیا یہ تعجب نہیں ہے کہ اُس کے اپنے چیلے اس کے اپنے زمانہ میں ایسے معجزے نہ دکھا سکے اور بوجہ انکی ایمانی کمزوری کے اُسکو انہیں بُرا بھلا کہنا پڑا اور دُعا اور روزہ کی اہمیت انہیں سمجھانی پڑی جس طرح کہ وہ منکر یہودیوں کو سکھاتا تھا؟ اس لئے یہ اسکے لئے ضروری تھا کہ وہ ان کو دُعا اور روزہ کی اہمیت بتلائے جو وہ خود اکثر دفعہ کیا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ فروگذاشت بنیادی طور پر اہم ہے اور اس کا تعلق اصولی طور پر بعض اعتقادی اور حقیقی امور کے ساتھ ہے جو "روحوں کے نکالنے" اور جھاڑ پھونک کے مسئلے کو اچھی طرح واضح کرتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ یہ "مغربی مداخلت اور مقدس جعلسازی" کے عنوان کے تحت ہی آجاتا ہے جو ایسے لوگ اپنی تاریخ میں ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے تاکہ ان کے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت پر کوئی حرف نہ آجائے وہ تمام ایسے فقرات کو الگ کر رہے ہیں جو کسی نہ کسی طرح اس من گھڑت اعتقاد کے ساتھ ٹکر کھاتے ہیں ؂

دوسری فروگذاشت ۔ اسی قبیل سے یوحنا ۵/۴ ہے۔ اس آیت کو بھی تازہ ترجمہ میں چھوڑ دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کی موجودگی سے حضرت مسیح کے تمام معجزات اقتداری وغیر اقتداری پر خطرناک ضرب پڑتی ہے۔ مَیں یہاں اس آیت کو مع اس کی ماقبل کی دو آیتوں کے لکھ دیتا ہوں:۔

"اور یروشلم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے اس کے پانچ اسارے ہیں ان میں ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور پژمردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی۔ جو پانی ہلنے کی منتظر تھی کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اُتر کے پانی کو ہلاتا تھا اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اُترتا کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہُوا ہو اس سے چنگا ہو جاتا تھا"

مسٹر ہارٹ جو مسٹر باڈمین کا ملجا وماوٰی ہے یہاں لکھتا ہے کہ عیسائی علماء جو ایک قلمی نسخہ سے آگے نقلیں لیا کرتے تھے اُن میں یہ عادت تھی کہ جہاں کہیں دو تین نسخوں میں مشابہت پائی جاتی تھی تو وہ ایک کا مضمون نقل کرتے وقت دوسرے میں داخل کر دیا کرتے تھے علاوہ ازیں ان کو یہ بھی عادت تھی کہ بعض دفعہ ایک نسخہ کی نقل کرتے وقت اگر انہیں خیال آگیا کہ اس قسم کا ذکر یا عبارت کسی اور جگہ بھی موجود ہے تو وہ اس کے لینے سے بھی دریغ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے بعض دفعہ جعلی انبیاء کی کتب بلکہ غیر مذہبی کتابوں کے جزو لیکر بھی داخل کر لئے اور انہوں نے قطعاً اس امر کا خیال نہ رکھا کہ اصل نسخہ کی عبارت کو وہ کسقدر مسخ اور ناقابلِ اعتبار بنا رہے ہیں"

اس کے ساتھ ہی مسٹر باڈمین لکھتے ہیں کہ دوسرے علماء کو اِن فقروں کا شبہ پڑا اور یہ فقرے معتبر مسوّدوں میں نہیں ملتے اگرچہ آپ مانتے ہیں کہ وہ قدیمی لاطینی میں اور ڈیاٹس آرون آف ٹاشین Diatess Aron of Tatian میں موجود تھے (پمفلٹ صفحہ ۱۰)

مذکورہ بالا انجیل کی آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو اس خاص چشمہ کا بخوبی علم تھا جسکے پانی میں خاص قسم کی خاصیت تھی کہ بعض موسموں میں اگر کوئی بیمار اس کے اندر داخل ہو کر نہائے تو اسکو فائدہ پُہنچ جاتا تھا۔ چونکہ آپؑ بھی ایک زکی اور دانا آدمی تھے اور اپنے زمانہ کی حکمت جانتے تھے اس لئے آپؑ نے بھی اس سے پورا فائدہ اُٹھایا۔ چونکہ آپؑ راستباز آدمی تھے اور اصل شافی آپؑ خدا کو ہی سمجھتے تھے اسلئے آپؑ نے اس شفا کو خدا کی معجزنماء قُوّت کی طرف منسوب کیا جس کو بعد میں جاہلوں نے آپکے اقتداری معجزات بنا دیا۔ چونکہ اس چشمہ کا وجود آپؑکے اقتداری معجزات کے راستہ میں ایک سخت روک ہے اس لئے اب کوشش کی جارہی ہے کہ ان آیتوں کو سرے سے ہی نکال دیا جائے۔ ڈین فرار نے اپنی کتاب "مسیح کی زندگی" میں اس تالاب کی عدم موجودگی بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن موجودہ ماہرین آثار قدیمہ نے اسکو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دریافت کر لیا ہے اگر اس فقرہ کی صداقت کو باطل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اعتقادی اور اصولی شہادتوں کی بنا پر اس پر کوئی تعجب کرنے کی وجہ نہیں ہے۔ موجودہ عیسائی علماء بھی حق بجانب ہیں کہ جب تک یہ آیت موجود ہے تب تک مسیح کی خدائی تارِ عنکبوت کی طرح رہ جاتی ہے ﴿

مَیں دوسری "فروگذاشتوں" کو چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ ان کا دُہرانا کسی دلچسپی کا موجب نہیں جن دو فروگذاشتوں کا مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے وہ مسٹر باڈمین کے اس مسئلہ کو بالکل ردّ کر دیتی ہیں کہ یہ فروگذاشتیں کسی اعتقادی یا اصولی مسائل پر اثر انداز نہیں ہوتیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اِن دونو کا اثر حضرت مسیحؑ کے معجزات اور آپؑ کے دعویٰ اُلوہیت پر پڑتا ہے۔ اور مَیں نے مسٹر باڈمین کے اقرار اور دوسری اسناد سے یہ دکھایا ہے کہ اِن تاریخوں میں بھی جو حضرت مسیحؑ کے صدیوں بعد لکھی گئیں بہت حد تک جعلسازی سے کام لیا گیا ہے۔ مسیحی کتب تاریخی نقطۂ نگاہ سے بھی قابلِ اعتبار نہیں ہیں یہ مسٹر باڈمین کے رسالہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے جہاں اس نے کئی بار اس کا اقرار کیا ہے۔ نیز اس کا کوئی بھی ثبوت نہیں کہ مسیحی کتب اُسی مذہبی مفہوم میں الہامی ہیں کہ جن میں دوسری کتابیں سمجھی جاتی ہیں یا جو کم از کم مسلمان سمجھتے ہیں ﴿

ان میں کوئی الہام یا وحی کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ وہ انسان کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں جنکو مختلف خواہشات کی بنا پر لکھا گیا ﴿

خلاصہ کلام یہ کہ ان کے متعلق قرآن مجید کا رویہ بالکل درست ہے اور واقعات کی بنا پر بالکل جب۔ یعنی بعض لوگوں نے پمفلٹ اور کتابیں لکھیں۔ کسی مسیح کے چیلے کی طرف انکو منسوب کر دیا تاکہ وہ ذرا مقدس بن جائیں اور پھر جاہل لوگوں کو کہنا شروع کر دیا کہ وہ کلام اللہ ہے۔ مصنفین کو کچھ اور ہی مفاد مدِّ نظر تھے جو انہوں نے چھپانے کی کوشش کی لیکن پھر بھی وہ کہیں نہ کہیں ظاہر ہو ہی جاتے ہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ مسٹر باڈمین اور اس کے ہم قبیل دوسرے مسیحی مناد و علماء اپنے موجودہ علم کا جائزہ لیں اور تحقیقات متن کے پردے کے اندر دوسروں کو اُلّو بنانا چھوڑ دیں دنیا ان کی چالوں کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ یہ بہتر ہوتا اگر وہ خدا کے اصلی کلام کی طرف متوجہ ہوتے۔ جس کے آنے کے ساتھ خدا کی بادشاہت قائم ہوگئی ہے وہ آسمانی بادشاہت جس پر کہ حضرت یسوع مسیح اپنی دعاؤں میں زور دیا کرتے تھے "تیری بادشاہت آوے"، وہ بادشاہت آگئی ہے اور مبارک ہیں وہ جو بجائے "نکتہ چینی" کی لہروں میں ٹامک ٹوئیاں کھانے کے اُس روشنی کو دیکھ لیتے ہیں جو اپنی پوری چمک سے جہان تاب ہے ﴿ (ترجمہ ریویو انگریزی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ رجوع موتیٰ

قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ حقیقی موت کے بعد انسان کا زندہ ہو کر دنیا میں آنا خلاف سُنّت الٰہیہ ہے۔ اس پر حضرت عُزیر کے واقعہ کو غلط طور پر پیش کیا جاتا ہے اسپر فاروق میں زبردست جرح شائع ہوئی ہے۔ جو مفصلہ ذیل ہے:- (ایڈیٹر)

(۱)

قرآن مجید میں کسی شخص کا نام نہیں ہے کہ فلاں شخص کے ساتھ یہ واقعہ گذرا۔ تو حضرت عُزیر سے اس واقعہ کو منسوب کرنیوالے کون لوگ ہیں۔ کیا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس واقعہ کا ہیرو حضرت عُزیر کو مخصوص کیا ہے۔ ایک بھی ایسا شخص ہے جس کی اتباع مسلمانوں پر بقول آنجناب مذہباً ضروری ہو؟

(۲)

کیا قرآن مجید نے اس واقعہ کے اظہار کے وقت کہیں یہ فرمایا ہے۔ کہ توفاہ اللہ مائۃ عام جو یہ سمجھ لیا جاوے کہ واقعی اس شخص کی روح قبض کر کے اس کو وفات دیدی تھی۔ کیونکہ لفظ توفی اور موت میں بہت بڑا معانی کا اختلاف ہے۔ توفی کا لفظ سوائے قبض روح کے کسی غیر از انسان پر نہیں بولا جاتا۔ اور موت کا لفظ مشترک المعنی ہے۔ جو ذی روح اور غیر ذی روح انسان اور غیر انسان دونو پر قرآن مجید میں استعمال ہُوا ہے۔ اور اس آیت میں بھی فاماتہ اللہ فرمایا ہے۔ نہ کہ توفاہ اللہ اور موت کا لفظ صرف حقیقی موت پر ہی نہیں بولا جاتا۔ جیساکہ توفی کا لفظ حقیقی موت پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ مَیں موت کے چند ایسے معنے پیش کرتا ہوں۔ جن میں حقیقی موت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا +

(۱) یحی الارض بعد موتھا۔ یعنی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اس آیت میں زمین پر لفظ موت بولا گیا ہے۔ جو بالکل غیر ذی روح چیز ہے۔ لہذا موت کے معنی صرف حقیقی وفات کے نہیں یہاں اور معنے مراد ہیں۔ جو فقدان قوّت نامیہ کے ہوتے ہیں +

(۲) موت کے معنے نیند بھی ہیں۔ جیسے سو کر اُٹھتے وقت یہ دُعا پڑھی جاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی احیانا بعد ما اماتنا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ یعنی نیند کے بعد جگایا +

(۳) خواہشات نفسانی کے مارنے پر بھی موت کا لفظ آیا ہے۔ جیساکہ موتوا قبل ان تموتوا۔ یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ +

(۴) حسد کے معنے میں بھی آتا ہے۔ جیسے موتوا بغیظکم مرجاؤ اپنے غضب سے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس موت کا لفظ چونکہ مختلف المعانی ہے۔ صرف حقیقی وفات پر ہی نہیں بولا جاتا۔ بلکہ کئی معنوں میں آتا ہے۔ اس لئے فاماتہ اللہ جو اس قصہ میں فرمایا ہے۔ اسکے معنے حقیقی موت نہیں +

(۳)

اگر عزیر علیہ السلام کو خدا نے حقیقی وفات دیدی ہوتی۔ تو وہ قبل از قیامت کبھی بھی زندہ نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا جنرل رول حقیقی اور مجازی موت کے متعلق فرمایا ہے۔ اللّٰہ یتوفّی الانفس حین موتھا۔ والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت۔ ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمّٰی۔ یعنی اللہ تعالیٰ روحوں کو دو طرح اور دو وقت قبض کرتا ہے ایک اسوقت جبکہ کسی کی موت آجاتی ہے۔ دوسرا اسوقت جبکہ کوئی سوتا ہے۔ پس جس کی روح موت کے وقت قبض کی جاتی ہے۔ اسکو خدا روک لیتا ہے۔ واپس نہیں بھیجتا۔ اور جسکی روح نیند کے وقت قبض کرتا ہے۔ اسکو واپس لوٹا دیتا ہے۔ ایک وقت مقررہ تک یعنی جب تک اسکی حقیقی موت کا وقت نہ آئے۔ پس اگر عزیر کی روح خدا نے حقیقی طور پر قبض کرلی تھی۔ تو وہ ہرگز لوٹائی نہیں جا سکتی تھی۔ بلکہ روک لی جاتی۔ یہ موت اور قبض روح عزیر کا دوسرے قسم کا تھا۔ جو نیند کے وقت ہوتا ہے۔ جس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔ ان دو قسموں اور دو اوقات کے علاوہ کسی تیسری قسم اور تیسرے وقت روح کے قبض کرنے کا خدا نے کوئی قانون نہیں بیان فرمایا۔ فتدبر و تفکر +

(۴)

اگر عزیر کی روح حقیقی طور پر قبض کر لی گئی تھی۔ تو وہ سو سال تک کس مقام میں رہی۔ کیونکہ حقیقی قبض روح کے بعد جس مقام کے لائق وہ روح ہوتی ہے۔ اسی مقام میں رکھی جاتی ہے۔ مثلاً اگر مومن کی روح قبض کی گئی ہے۔ تو وہ فوراً اعلیٰ علیین میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور جو کافر منافق کی روح قبض کی جاتی ہے۔ وہ معاً سجّین یا اسفل السافلین میں پہنچا دی جاتی ہے۔ ان دونو مقاموں کے علاوہ کوئی تیسرا مقام حقیقی موت کے بعد روحوں کے واسطے مقرر نہیں۔ پس عزیر کی روح بھی اعلیٰ مقام پر پہنچکر وہاں سے پھر ہرگز خارج نہیں کی جاسکتی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ مرنے کے وقت مومن کی روح کو فرشتے کہتے ہیں۔ یاایّتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۔ اور جنت سے کوئی روح پھر نکال کر دنیا میں نہیں بھیجی جاتی +

(۵)

کیا عزیر علیہ السلام پر دو موتیں وارد ہوئی تھیں۔ پہلی مرتبہ ان کو سو سال تک مارے رکھا۔ اور موت کا مزا چکھایا۔ پھر زندہ کرکے دوبارہ اس کو دنیا میں کچھ مدت رکھکر دوسری دفعہ موت دی جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیامت تک کے لئے تھی۔ اور ایسا کرنا خدا تعالیٰ کے فرمائے ہوئے کلام کے خلاف ہے۔ کہ کسی کو دو دفعہ حقیقی موت کا ذائقہ چکھاوے۔ چنانچہ پارہ ۲۵ ع۱۶ میں فرمایا ہے۔ کہ لایذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ۔ یعنی جنتیوں کو پہلی موت کے علاوہ پھر موت کا مزا نہ چکھنا پڑیگا۔ نہ معلوم بیچارے عزیر علیہ السلام کو کس جرم میں دو دفعہ موت دی گئی ؂

(۶)

عزیر کو وفات دیکر ان کے جسم اطہر کو بے گور و کفن سو سال تک اسی ویران بستی کے کسی تودہ پر پڑا رہنے دیا تھا یا مدفون کر دیا گیا تھا؟ ذرا نہایت فکر سے اس کا جواب عطا فرمانا ؂

(۷)

اگر حقیقۃً عزیر کی رُوح قبض کر لی تھی۔ اور سو سال تک وہ مرے پڑے رہے تھے۔ تو کیا اس سو سال میں ان کی نعش پر بھی کوئی تغیر نہ ہوا۔ اور ان کے کھانے اور پینے کی چیزیں بھی جیسی تھیں ویسی کی ویسی ہی کھانے پینے کے قابل رہیں۔ حتیٰ کہ گدھا بھی بقید حیات بغیر خورد و نوش کے سو سال تک وہاں ہی بندھا رہا۔ یہ ساری عجوبہ باتیں اس امر کی دلیل ہیں۔ کہ وہ سو سال مرے رہے۔ یا اس امر کا ثبوت ہیں کہ وہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس موت کی حالت میں رہے جسکو ہم نیند کہنے کا حق رکھتے ہیں؟ اور نیند اور کشف کی حالت میں صدیوں کا گذرنا اور ہزاروں سال کے تغیرات کا دکھا دینا بالکل واضح اور معلوم ہے۔ اس میں انکار کی گنجائش ہی نہیں ؂

(۸)

اگر واقعی عزیر سو سال تک مرے رہے تھے۔ تو انہوں نے سو سال بعد اُٹھکر حسب فرمان الہیٰ جب دیکھا ہوگا کہ خدا تعالیٰ تو مجھے فرماتا ہے۔ کہ اے عزیر اپنے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف دیکھ کہ وہ سڑی نہیں اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ کہ وہ مرا نہیں۔ تو میں کس طرح یہ باور کر لوں کہ میرے سو سال تک مُردہ رہنے کی خدا نے یہ دلیل فرمائی ہے۔ جو کہ سو سال چھوڑ ایک مہینہ مرے رہنے کا ثبوت نہیں۔ یہ تو میری ہی بات کی تصدیق ہے۔ کہ واقعی میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ہی سویا رہا ہوں۔ ورنہ سو سال میں تو یہ کھانے پینے کی چیزیں گل سڑ کر نیست و نابود ہو گئی ہوتیں۔ اور برتن تک بھی کھڑ کھڑا کر دب دبا کر نظروں سے غائب ہو چکے ہوتے۔ اور گدھے کی ہڈیاں تک بھی مٹی اور طبقات ارض کے نیچے دب گئی ہوتیں۔ ایسی حالت میں ان پر نظر کرنے کا لفظ عاقمہ ہی کس طرح ہو سکتا تھا۔ پس ضرور یہ موت وہی موت ہے۔ جو سوتے وقت وارد ہوتی ہے۔ اور اُٹھنے کے بعد یہ دُعا پڑھنے کی ہدایت ہے۔ کہ الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا۔ لہٰذا یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت حقیقی نہیں۔ بلکہ موت مجازی ہے۔ جس کو خواب یا کشف کہنا ہی زیبا ہے ؀

(۹)

اگر عزیر واقعی سو سال تک مُردہ پڑے رہے ہوتے۔ تو اتنے عرصہ میں تو انکے دیکھے ہوئے مجر و شجر نشیب و فراز در و دیوار سب ہی بدل گئے ہوتے۔ وہ ان تغیرات ظاہری کو جو زندہ ہوتے ہی ان کو نظر کے سامنے موجود تھے دیکھ کر ہی سمجھ سکتے تھے کہ واقعی مَیں تو عرصہ دراز تک مُردنی حالت میں رہا ہوں۔ تب ہی تو میری دیکھی ہوئی چیزوں میں سے کوئی بھی اپنی حالت میں باقی نظر نہیں آتی۔ مگر وہ ان کے نظارہ سے بھی کچھ نہ سمجھے اور خدا کو سمجھانا پڑا۔ کہ تُو سو سال تک مرا رہا ہے۔ عجیب بات ہے؟

(۱۰)

اس قصہ میں تو خدا نے یہ بتایا ہے۔ کہ اے عُزیر ہم تجھ کو لوگوں کے واسطے نشان بنانا چاہتے ہیں۔ مگر جو شخص سو سال مُردہ پڑا رہا ہو۔ اور پڑا بھی ایسی بستی میں رہا ہو۔ جو ویران شدہ تھی۔ اور کوئی متنفس زندہ اسوقت وہاں موجود نہ تھا جس نے عُزیر کو وہاں آتے اور پھر مرتے اور پھر زندہ ہوتے دیکھا ہو۔ تو وہ ان لوگوں کے لئے جن کا نام نشان نہ تھا نشان کیسے ہو سکتے تھے۔ اور اگر سو سال میں وہ شہر آباد ہو گیا ہوتا۔ تو انہوں نے عُزیر کی نعش مبارک کو بے گور و کفن پڑی دیکھ کر حیرت ظاہر کی ہوگی۔ اور اسکو تجہیز و تکفین کر کے دفن نہ کر دیا ہوگا۔ مگر یہ تو اس واقعہ سے کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وہ بستی عُزیر کے زمانہ وفات سو سالہ کے اندر زندہ اور آباد ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے عُزیر کو پہلے مُردہ دیکھا تھا۔ پھر انکے سامنے وہ زندہ ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے اسکو نشان الٰہی سمجھ لیا تھا ؀

انجیل اور قرآن پر ایک امریکن پروفیسر کا اظہار خیال

امریکہ کی سنناٹی یونیورسٹی کے پروفیسر مسٹر ہووردٹے اسلامیات پر لیکچر دیتے ہوئے ذیل کے خیالات ظاہر کئے:۔

ہم لوگ خواہ کتنا ہی انکار کریں۔ مگر واقعات کو پیش نظر رکھ کر یہ تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے وہ اس قوم پر حکومت کر رہا ہے۔ جو ازمنہ مظلمہ میں عیسائیوں کے لئے شمع ہدایت بنی رہی۔ اور جس نے اپنے علوم و فنون سے ہمارے دماغوں کو سیراب و شاداب کیا ؀

میرا خیال ہے۔ کہ اگر اسلامی حکومتیں صفحہ ہستی سے نابود بھی ہو جائیں۔ تو اسلام اور مسلمان فنا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جو چیز اکو حیات تازہ بخشتی ہے۔ وہ انکی کتاب قرآن ہے۔ جو اپنی اصل کے اعتبار سے ایسی ہی محفوظ ہے۔ جیسا کہ آسمان اپنی پیدائش کے وقت سے اس کا حال بائیبل کی طرح نہیں ہے۔ کہ اپنی تمام مذہبی اور تاریخی خصوصیات کو گم کر چکی ہے۔ اور نہ اسکی تعلیم بیرونی تعلیم و عقائد سے ملوث ہوئی ہے۔ عیسائیت اور بُت پرستی میں اب وہ فرق نہیں رہا۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بُت پرستی کے جراثیم نے اصلی عیسائیت کو چٹ کر لیا ہے۔ قرآن ایک زندہ اور حیات بخش کتاب ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان جس طرح قرآن (شریف) کی عزت کرتے ہیں۔ اتنی انجیل کیلئے ہمارے دلوں میں عزت نہیں ہے۔ مسلمان اپنے دل و دماغ کو اسلام کے حوالے کر چکے ہیں۔ اور عیسائی رسماً یا بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر اسکو مان رہے ہیں۔ ہمیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن کی تعلیم کا صحیح ظہور ہوا تو اس سے عیسائی دنیا کو بھی بہت کچھ فوائد پہنچیں گے ؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانانِ ماریشس

جزیرہ ماریشس بحر ہند میں ۱۹ ڈگری ۵۸ ثانیہ اور ۲۰ ڈگری ۳۲ ثانیہ جنوبی عرض البلد کے درمیان ۵۷ ڈگری ۱۹ ثانیہ اور ۵۷ ڈگری ۴۶ ثانیہ مشرقی عرض البلد کے درمیان واقع ہے ۔

گرین وچ اور جزیرۂ مذکور کے اوقات میں ۳ گھنٹہ ۵۰ منٹ ۱۶ سکنڈ کا فرق ہے۔ اس کا رقبہ ۷۰۰ مربع میل یا چار لاکھ ساٹھ ہزار ایکڑ ہے۔ متعدد مصنفین کی رائے کے مطابق یہ جزیرہ سب سے پہلے تیرھویں صدی میں عرب جہازرانوں نے دریافت کیا اور اس کا نام ونار مغربی رکھا۔ اس کے بعد ۱۵۲۸ء میں ڈان پیڈرو ماسکیگناس جزیرہ میں آیا اور اس نے یہاں سکونت اختیار کر کے جزیرہ کا نام "سرنے" رکھا۔ پرتگالیوں کے چلے جانے کے بعد فان نیک، ہالینڈ کا امیر البحر گرانڈ پورٹ (ماریشس) پر اترا، اور جزیرہ کو اپنے قبضہ میں لیکر اس کا نام ماریشس رکھدیا۔ ہالینڈ والے ۱۷۱۲ء میں یہاں سے چلے گئے ۔

۱۷۱۵ء میں جب فرانسیسی ڈفرن کے زیر کمان جزیرہ میں پہلی مرتبہ آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جزیرہ غیر آباد ہے۔ ڈفرن نے جزیرہ پر قبضہ کیا اور اس کا نام آئل ڈی فرانس رکھا۔ ۶ برس کے بعد سب سے پہلے ساکنین یورپ سے آئے۔ ۱۷۳۵ء میں جزیرۂ مذکور میں ماہے ڈی لیبرڈونے کی حکومت قائم ہوئی اس کی حکومت کے زمانے میں بہت سی عمارات تعمیر ہوئیں اور بہت سے کارخانے تعمیر کیئے گئے جن میں بارود خانے، اسلحہ خانے، توپخانے، قلعہ جات، شفاخانے، بارگیں، ملیں، بند، دفاتر، دُکانات، نہریں، اور نالیاں شامل ہیں لیبرڈونے نے ہالینڈ والوں کے پسند کردہ صدر مقام فاہے برگ کے بجائے پورٹ لوئی کو دار السلطنت بنایا۔

جزیرہ مذکور تقریباً سو سال تک فرانسیسیوں کے قبضہ میں رہا۔ لیکن نپولین کے زمانۂ حکومت میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے درمیان متعدد بحری اور برّی لڑائیوں کے بعد جزیرۂ مذکور پر برطانوی فوجوں کا قبضہ ہوگیا۔ جزیرہ سے دست برداری کے متعلق عہدنامہ پر دستخط ثبت ہوئے جس کی تصدیق ۳ دسمبر ۱۸۱۰ء کو ہوئی، اور اسوقت سے اب تک جزیرۂ مذکور سلطنت برطانیہ کی نوآبادی ہے۔ سر آرٹی فرکوہر جزیرہ کے گورنر مقرر کیئے گئے۔ اور ۱۸۱۱ء کے ماہ اپریل میں جزیرہ کا نام ماریشس رکھا گیا۔ جزیرہ میں حسب ذیل مقامات زیادہ مشہور ہیں:

(۱) جمعہ مسجد جس کے چہار جانب رائل، کوئن، لٹل ماؤنٹین اور نیو لٹل ماؤنٹین چاروں مشہور سڑکیں واقع ہیں۔ جزیرہ میں سب سے بڑی مسجد یہی ہے۔ اس کا انتظام کچھی میمن سوسائٹی کرتی ہے۔ مولانا مصطفےٰ جمعہ مسجد کے پیش امام ہیں۔ مسجد پورٹ لوئی میں واقع ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) پمپلی میسس (ماریشس) کا باغ دنیا کے تمام باغوں پر تیسرے نمبر پر ہے۔ اور ۶۰ ایکڑ میں پھیلا ہُوا ہے جو سنہ ۱۷۶۳ء میں خریدا گیا تھا ؎

(۳) کیمرل۔ سطح سمندر سے ۹۰۰ فٹ بلندی پر نہایت ہموار میدان ہے اور ماریشس کی تمام تفرح گاہوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔ یہاں ایک قطعہ ایسا ہے جس میں رنگ برنگ مٹیوں کی با ترتیب مٹیاں سب سے پہلے زرد پھر زردی مائل براؤن پھر شوخ سُرخ پھر ارغوانی اور پھر گہرے سیاہ رنگ سے آراستہ ہیں ؎

جزیرہ کی کُل آبادی جس میں ہندوستانی بھی ہیں تین لاکھ ۸۰ ہزار ہے ہندوستانیوں کی کل آبادی جس میں مسلمان بھی ہیں ۲ لاکھ ۷۰ ہزار ہے۔ بقیہ یعنی ۱ لاکھ دس ہزار یوروپین اور اُن کی اولاد، چینی، افریقی اور میڈاگاسکر کے باشندے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد ۴۵ ہزار ہے۔ ماریشس میں تقریباً ۳۰ مساجد ہیں۔ ہندوؤں کا مذہب مختلف ہے اور اُن کے مندر بھی مختلف ہیں ؎

چینی بالعموم سنگاپور اور ہانکانگ سے آتے ہیں اور بالعموم تجارت پیشہ ہوتے ہیں۔ یہاں کی ہر ایک گلی میں کسی چینی کی دُکان ضرور ملجائیگی۔ ان کا عبادت خانہ پیگوڈا، یا جوس ہاؤس کہلاتا ہے جس میں بالعموم قمار بازی ہوتی ہے ؎

یوروپین اور اُن کی اولاد رومن کیتھولزم یا پروٹسٹزم، یا ٹینل چرچ آف اسکاٹلینڈ کی پیرو ہے ؎

جزیرہ کے مختلف حصص کی خبریں اور حالات معلوم کرنے کے لئے ہمیں تقریباً نصف درجن اخبارات روزانہ مل جاتے ہیں ؎

مسلمان تین اہم فرقوں میں تقسیم ہیں:۔

(۱) کچھی میمن جن کی تعداد تقریباً تین سو ہے اور جو سب غلّہ کی تجارت کرتے ہیں۔ اب سے پہلے جب ہندوستان کو شکر بھیجی جاتی تھی تو یہ کاروبار صرف انہی کے ہاتھ میں تھا۔ یہ لوگ جمعہ مسجد اور مدرسہ کا انتظام کرتے ہیں۔ یہ لوگ ماریشس میں سب سے زیادہ ہر دلعزیز ہیں۔ مسٹر ڈی عبدالرحمٰن اور اے، آر محمدؐ، سنٹرل مسلم سوسائٹی کے حسب ترتیب صدر اور سکرٹری ہیں)۔ اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ؎

(۲)[له] سُنّی سورتی سوسائٹی کی تعداد تقریباً دو ہزار ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر کپڑے کی تجارت کرتے ہیں۔ ان کا ایک سکول اور ایک مدرسہ ہے۔ ڈاکٹر اچیا اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آنریبل جی، ایم، ڈی، اچیا بھی اسی جماعت سے متعلق ہیں ؎

(۳) باقی مسلم آبادی ہندی کہلاتی ہے۔ یہ لوگ بالعموم کارخانوں میں کلرک ہیں۔ مجسٹریٹ عثمان، ڈاکٹر جیتو، ڈاکٹر بشیر، ڈاکٹر بے، قاسم وکیل اور ایس محبّت وکیل اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ؎ (مدینہ بجنور)

[له] ماشاءاللہ احمدی بھی کافی تعداد میں موجود ہیں (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُوحِ قربانی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟

یہ تو ایک مسلّم امر ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی کے اصل مقصد کامرانی اور فلاح کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک اس میں روح قربانی پیدا نہ ہو۔ اس لئے سوال ہوتا ہے کہ یہ رُوح پیدا کیونکر ہو۔ اس لئے کہ انسان اپنی جان اور مال کے لئے (باوجودیکہ جانتا ہے۔ کہ ان دونوں کو ایک دن چھوڑتا ہے) اس قدر حریص ہے۔ کہ وہ اسے کسی ایسی امید پر خرچ نہیں کر سکتا۔ جو بظاہر اُدھار ہو۔ غیر فانی زندگی اور بہشتی زندگی جس کا وعدہ قرآن کریم نے دیا ہے۔ وہ اگرچہ اس دنیا سے ہی حقیقی معنوں میں شروع ہوتی ہے مگر عام اعتقاد اور خیال کے موافق وہ مرنے کے بعد تسلیم کی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ قوّت کس طرح انسان کے اندر پیدا ہو۔ کہ وہ ان بعد آنیوالی مسرتوں اور زندگی کے لئے اپنی موجودہ خوشیوں کو قربان کر دے؟

قرآن مجید میں جب غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے انسان کو اپنے اموال اور نفوس کے متعلق یہ اصول تعلیم کیا ہے۔ کہ انکو اپنے پاس امانت یقین کرے اپنی مملوک قرار نہ دے۔ قرآن مجید کے کمالات اور حسن میں یہ ایک امر بھی داخل ہے۔ کہ وہ انسان کی ذہنیت میں ایک خاص تبدیلی پیدا کرتا ہے اور جب ذہنیت اور تخیل میں ایک تبدیلی ہو جائے۔ تو عملیات میں تبدیلی آسان ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید مذہب کا جو تخیل پیش کرتا ہے۔ وہ ایک عالمگیر تخیل ہے۔ خدا تعالیٰ کا جو تخیل پیش کرتا ہے وہ ربّ العٰلمین کا تخیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اور دائرہ عمل کا جو تخیل پیش کرتا ہے۔ وہ عالمگیر ہے اور خود انسان کے فرائض زندگی کا جو تخیل ہے۔ وہ عالمگیر ہے۔ اسی سلسلہ میں وہ اتنے بڑے نصب العین کے لئے جو تخیّل اموال و نفوس کے متعلق پیدا کرتا ہے۔ وہ امانت اور غیر مملوک کا تخیل ہے۔ تاکہ اسے ضرورت کے وقت اسکے خرچ کرنے میں تامل نہ ہو۔ اور جس اسلوب سے اس تخیل کو وہ پیدا کرتا ہے۔ وہ نہایت بلند اور شاندار ہے۔ مثلاً اموال کے متعلّق وہ ہمیں تعلیم کرتا ہے۔ کہ ہمارے اموال میں دوسروں کا حق ہے۔ یہ تبدیلی ذہنیت کی پہلی منزل ہے۔ ذرا سوچو اگر انسان اموال کے متعلق یہ خیال کرے کہ وہ اس کی اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ اور وہ اس کا مالک واحد ہے۔ دوسروں کی ضروریات اور آسائش کے لئے خرچ کرتے ہوئے اسکو ایک جھجک اور روک پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جب اسکی یہ ذہنیت بدل جائے۔ کہ یہ اموال خواہ اسکے پاس ہیں۔ لیکن ان میں دوسروں کا حق ہے۔ یا یہ خدا تعالیٰ کی عطاء ہے۔ تو اسے جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنیکے لئے بُلایا جائیگا۔ اسے ذرا بھی جھجک اور تامل نہیں ہوگا۔ یہ نہایت لذیذ اور لطیف مضمون ہے۔ آج دنیا میں سرمایہ داری کی جنگ ہے۔ اور اموال کے متعلق غلط نظریہ نے ایک فتنہ پیدا کر دیا ہے جس سے دنیا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امن و امان اور خوشحالی معرض خطر میں ہے۔ اور اموال کی وجہ سے نفوس ضائع ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ نظریہ بدل دیا جائے اور اس ذہنیت میں قرآن کریم کے اصل اور تعلیم کے ماتحت تبدیلی ہو جائے۔ تو کیا یہ سچ نہیں کہ دنیا کی دوزخ جنّت سے تبدیل ہو جائے ✣

پس قرآن مجید نے اموال کے متعلق دُنیا کی ذہنیت کو تبدیل کر کے روح ایثار و قربانی کو پیدا کر دیا ہے۔ صحابہؓ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا۔ انکے پاس جو کچھ تھا۔ تھوڑا یا بہت۔ وہ اسے اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کو ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کے مختلف مواقع پر دکھا دیا۔ کہ حُبِّ مال اُن کے دلوں سے نکل چکی ہے۔ اور مال کی عدم محبّت نے جان کی قربانی بھی ان کے لئے آسان کر دی ہے۔ وہ اس روح کو لیکر کھڑے ہوئے اور دنیا کی طاقتوں نے ان کے آگے اپنے ہتھیار ڈالدیئے ✣

پس روحِ قربانی پیدا کرنے کیلئے پہلی چیز جس کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی ذہنیت کو تبدیل کرنا ہے۔ ہم قرآن مجید پر ایمان لانیکے بعد اور ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین۔ پڑھنے کے بعد اپنے اموال اور اپنے نفوس کے مالک نہیں امین ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اس امانت کی حفاظت تو کریں۔ لیکن جب اسکے لئے مطالبہ ہو۔ تو اسکے پیش کرنے میں خوشی ہو۔ تامل نہ ہو ✣

عملی قوّتوں کا نشو و نما

میرے دوستو! قربانی کی روح اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے پھر جس چیز کی ضرورت ہے، وہ عملی قوتوں کا نشو و نما ہے۔ میرا اپنا ایمان اور اعتقاد جو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو دیکھ کر اور آپؑ کی پاک صحبت میں رہ کر پیدا کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام الفاظ اور اقوال کا نام نہیں۔ بلکہ حقیقت اسلام عملی قوّت کا نام ہے۔ خود الفاظ اور اقوال بھی ایک عملی قُوّت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مگر ان الفاظ سے جو نتائج آگے پیدا کرنا چاہتے ہو۔ جبتک ان کے پیچھے عمل کی قُوّت نہ ہو۔ وہ بیکار ہیں۔ نہ صرف بیکار ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور ناپسندیدہ ہیں۔ قرآن مجید انسان میں عمل کی قوتوں کو پیدا کرتا ہے۔ اور وہ زبان کی چالاکیوں اور تیزیوں کا روادار نہیں۔ عملی قُوّت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو ساری قوتوں پر غالب آجاتی ہے۔ اور حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیتی ہے ذرا غور کرو۔ کہ ہندوستان کی سیاسی فضا میں ایک انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ عظیم الشان سلطنت جس پر کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ جس کے مادّی سامان اور طاقتیں زبردست ہیں۔ لیکن وہ اس آواز کے سامنے جُھک رہی ہے۔ جو ہندوستان میں بلند ہوئی ہے۔ اسکی حقیقت کیا ہے۔ اسکی تہ میں کیا چیز کام کرتی ہے۔ وہ اسی روح قربانی کا ایک دُھندلا سا سایہ ہے۔ تم دنیا کی بھلائی اور دنیا کے امن کیلئے کھڑے کیئے گئے ہو۔ تمھارا مطمح نظر ہندوستان یا کوئی خاص ملک نہیں۔ تمام دنیا کی نجات اور سارے عالم کے اسیروں کی رُستگاری کا کام تمھارے سپرد ہے۔ پھر یہ سمجھ لو کہ قربانی کے کس زبردست عمل کی تمھیں ضرورت ہے ✣

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربانی کی حقیقت جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ جانوروں کے ذبح کرنے میں نہیں۔ بلکہ وہ تو ایک سبق ہے۔ کہ تم اپنی بہیمیت کو قربان کرو۔ یا تمہارے اخلاق اعلیٰ ہوں۔ اور تم اس مقام تک پہنچ جاؤ۔ کہ خود اپنی خواہشوں اور نفسوں کو دوسروں کی بھلائی کے لئے قربان کر سکو اگر یہ حقیقت پیدا نہیں ہوتی۔ تو کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہارے خون اور گوشت کا طلب گار نہیں۔ خدا روح تقویٰ تم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پس حقیقت یہ ہے۔ کہ عملی قوت جب تک نہ ہو۔ باتیں بیکار اور فضول ہیں۔ دنیا کی ہر قسم کی ترقیات کی عمارتیں قربانی کی بنیادوں پر بنائی جاتی ہیں۔ انسان کی اخلاقی اور روحانی تعمیر کی بنیادیں قربانی کے اصول پر اٹھائی جاتی ہیں۔ اور اسی حقیقت کو اس زمانہ میں پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے۔ اور وہ ہمارا اسی راہ میں مرنا ہے۔ اب تم جو اسی دروازہ سے داخل ہو چکے ہو۔ اور اسکے ہاتھ پر براہ راست یا اسکے خلفاء کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر چکے۔ اور اس خرید الٰہی پر مُہر کر چکے۔ جو ان اللہ اشتریٰ میں بیان ہوئی ہے۔ فیصلہ کرو۔ کہ تمہاری قربانی کا معیار کیا ہے؟

(عرفانی الفضل)

ہندوستان کی ابتدائی آبادی

شیخ عبدالرحمن چشتی؟ شاہجہاں شہنشاہ ہند کے عہد میں ایک صوفی ذی علم تھے جو سنسکرت زبان کے بھی عالم تھے۔ انہوں نے سنسکرت کے اس رسالہ کا فارسی ترجمہ بنام "مرآۃ المخلوقات" لکھا ہے جسمیں بشسٹ جی کے ملفوظات کو انکے دو شاگرد "سوک اور سومک" نے قلمبند کیا ہے، اور بشسٹ جی نے وہ مضامین مہادیو جی سے سُنے جبکہ دھولاگر پربت (ہمالیہ پہاڑ) کی ایک شاخ پر گوشہ نشینی کے زمانے میں مہادیو، پاربتی جی کے سوالات کے جواب میں ارشاد فرما رہے تھے، اور بشسٹ جی اسکے نیچے والی شاخ پر اپنے گوشۂ عبادت میں رہتے تھے، اور دونو مقدس کے مکالمات سُنتے رہتے تھے۔ اس میں لکھا ہے کہ :۔

قابیل نے جب ہابیل (جو ہابیل کا نام سنسکرت ہبلا لکھا ہے) کو قتل کر ڈالا تو چونکہ نسل آدمؑ میں یہ پہلا ارتکاب قتل تھا اس وجہ سے قابیل کی آنکھیں اپنے دوسرے بھائیوں بھتیجوں کے سامنے جھپنے لگیں تو اس نے ضروری سمجھا کہ ان سے الگ کہیں سکونت اختیار کرے۔ اسلئے وہ زن و فرزند کو لیکر ہندوستان کی سرزمین قنوج میں آباد ہوگیا، اور اس کی نسلیں جیسے جیسے بڑھتی گئیں ہندوستان کی وسعت میں پھیلتی گئیں، اور اس زرخیز زمین سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بذریعہ کاشت وغیرہ کے ضروریات زندگی بلا مزاحمت غیرے حاصل کرکے بسر کرنے لگیں، نہ کوئی حاکم تھا نہ محکوم، نہ تعلیم کا سلسلہ باقی رہا نہ تعلیم، اس لئے لازماً جاہلانہ بلکہ وحشیانہ زندگی کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ جیسا کہ موسہر وغیرہ کی حالت ... ... سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ چمار بھر، اور پاسی، اور اکثر دوسری نیچ جاتیوں والے خاندان اپنے کو کنوجیا (قنوجیا) کہتے ہیں +

تاریخ سے ظاہر ہے کہ جمشید کا عہد طوفان نوحؑ کے بعد قریب ہی زمانہ سے شروع ہوا جسکو بے دخل کر کے ضحاک بادشاہ ہوا، اور ضحاک کو ہلاک کر کے اُسی نسل جمشیدی کا بقیۃ السیف مگر ایک ہونہار ممبر "فریدوں"، تمام ممالک جمشیدی کا تاجدار رہا۔ اسوقت تک غالباً روما قوم اور رومن امپائر کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا۔ صرف پرشین امپائر تمام آبادی پر حکمران تھی +

فردوسی نے شاہنامہ میں فریدوں کے تاریخی حالات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ فریدوں کو آخر عمر کے قریب گوشہ نشینی اور یاد الہٰی کی رغبت ہوئی۔ اسلئے تمام مقبوضات کو اپنے تین بیٹوں "سلم، تور، ایرج"، پر تقسیم کر دیا سلم کو چین ماچین، تور کو توران اور اسکے ملحقات، اور ایرج کو ایران وہندوستان دیکر گوشہ نشین ہو گیا۔ لیکن ایران وہندوستان جیسے شاداب وزرخیز ملک جو ایرج کو دیئے تو سلم، تور کو حسد ہوا، اور دونو نے باتفاق لشکر جمع کر کے ایرج کو فریدوں کی زندگی ہی میں قتل کر دیا، اور اس کا سر باپ کے پاس تحفہ کے طور پر بھیجدیا یہیں سے ایرج کے بیٹے (بانواسے) منوچہر، اور سلم وتور کے درمیان سلسلہ جنگ شروع ہوا، جو دونو فریق کی نسلوں میں پُشتہا پُشت اور مُدت دراز تک قائم رہا، اس تاریخی شہادت سے ثابت ہوا کہ ہندوستان پر فریدوں بلکہ پرشین امپائر کی حکمرانی اسی غیر تاریخی زمانہ سے شروع ہوئی، اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ عہد اسلام تک برابر قائم رہی، نیز ثابت ہوا کہ پرشین امپائر کے وجود پذیر ہونے تک تمام قومیں آزاد تھیں۔ محکومی کی ابتدا پرشین امپائر کے وجود سے ہوئی +

یہ ایرین قوم جن میں برہمن اور چھتری بہت نمایاں خاندان ہیں، ان کو یوروپین مؤرخوں نے کسی سیاسی مصلحت سے جو ہندوستان کا فاتح لکھ دیا ہے، تو یہ بات تاریخ کی کسوٹی پر جانچنے سے کھری نہیں اُترتی۔ جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں، اور اسی غلط فہمی کی بنا پر ساری ہنگامہ آرائی ہے:-

(۱) جو مؤرخ ان کی حوصلہ افزائی کی مصلحت سے ان کو فاتح لکھ گئے، وہ انکے حملہ یا فاتحانہ جنگ کا کوئی واقعہ، کوئی زمانہ، کوئی صدی نہیں لکھتے نہ لکھ سکے۔ اور جب جنگ کا یا حملہ کا وجود ہی نہیں تو فاتح کہنے کے کیا معنے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) یہ تسلیم کرنے میں کسی کو پس و پیش نہیں ہے کہ "یہ قوم مشرقی ترکستان سے ہندمیں آئی" اور فریدوں کی تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اسکی حکومت ایران سے مشرقی ترکستان اور چین ماچین، اور ادھر ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی، اور ثابت ہے کہ اس زمانہ تک دارالسلطنت صرف ایران میں تھا۔ مشرقی ترکستان میں نہ تو کوئی خوداختیاری حکومت تھی نہ دارالسلطنت تھا۔ بلکہ مشرقی ترکستان بھی ویسا ہی محکوم اور رعایا تھا، جیسا کہ ہندوستان تھا۔ اور معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان ایرج اور اسکے خاندان کے حصہ کا ملک تھا، اور تور و ایرج کے خاندان میں جتنی جنگیں ہوئیں وہ سب ایران و توران کے درمیان ہوئیں۔ ہندوستان کیلئے یا اسکی حد کے اندر کوئی جنگ نہ ہوئی جس سے قیاس کیا جائے کہ یہ تور کی نسل یا قوم سے ہیں، اور تور یا اس کی نسل کے کسی تاجدار کے عہد میں بسلسلہ جنگ فاتحانہ یہاں آئے *

(۳) ضحاک نے جب جمشیدی و کیانی نسل کا خاتمہ کر دیا، اور فریدوں کے باپ "آبتین"، کو قتل کر ڈالا، اور صرف فریدوں اور اسکے دو بھائی اور ان کی ماں رہ گئی، تو غریب ماں لڑکوں کو لیکر مشرقی ترکستان کے جنگل اور پہاڑ کی طرف چلی گئی۔ وہاں ایک گائے "برمایہ نام"، کسی کسان سے لیکر اسکے دودھ سے گود کے بچہ فریدوں کی پرورش کی، اور جنگل میں مقیم رہنے تک فریدوں کا ذریعہ غذا اسی گائے کا دودھ تھا۔ اس وجہ سے جب فریدوں کو خدا نے سلطنت بخشی تو اس کی بلند حوصلگی گائے کا احترام، اور ماں کی طرح اسکی نگہداشت کرنے کی مقتضی ہوئی اور رعایا پر بھی گائے کی نگہداشت اور احترام قانوناً لازم کر دیا۔ تو وہی قانون اس زمانہ کے خیالات کے موافق مذہبی اعتقاد ہو گیا۔ اس لئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایرین قوم جو مشرقی ترکستان سے ہند میں آئی، وہی تورانی رعایا ہے جو فریدوں کی ہمقوم تھی دارالسلطنت ایران جیسے مہذب و روشن خیال قوم سے تھی۔ اور بیل اور گائے کے ایک نوع بلکہ متحد الصنف ہونے کے باوجود، بیل کو مستثنیٰ کر کے صرف گائے کے احترام و نگہداشت کا اعتقاد، صاف دلیل ہے کہ وہی قانون ہے جو ایک وقت میں فریدوں نے نافذ کیا تھا۔ اور جو توران و ایران کے اندر تو زمانہ مابعد میں باقی نہ رہا، لیکن ہندوستان آنیوالوں کیلئے وہ قانون تحریراً جو دیا گیا تو اب تک داخل مذہب ہو کر باقی رہ گیا۔ اور جب مسلّم ہو چکا کہ اس ایرین قوم نے ہندوستان میں آنے کے وقت کوئی جنگ نہ کی، تو التزاماً ثابت ہوا کہ مشرقی ترکستان سے یہ قوم عاملانہ و ناظمانہ آئی بصیغۂ ملازمت آئی نہ کہ فاتحانہ، اور گائے کے احترام کا قانون سلطنت جو اصل دارالسلطنت میں تو جلد ہی مٹ گیا، وہ تحریراً دیئے جانے کے سبب سے مذہبی کتاب میں لکھ لیا گیا، کیونکہ اس زمانے میں مذہبی کتاب کے سوا دوسری کتاب بنانے یا لکھنے کا پتہ نہیں ملتا۔ پس یہ محکوم قوم ہے حاکم نہیں۔ برابر پابند رہی آزاد نہیں *

(۴) جمشید نے جس طرح اور جس نوعیت سے انسانوں کی چار قسمیں مقرر کی تھیں بعینہ ویسی ہی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی نوعیت کی چار قسمیں، اس قوم نے ہندوستان میں قرار دیں اور یہاں کے قدیم باشندوں کو (جو آدم کی خاص و خالص نسل سے تھے) شودر یعنی اچھوت قرار دے دیا۔ اور جبکہ دنیا کے کسی ملک اور کسی قوم میں یہ تفریق نہیں ہے، اور تاریخ سے ثابت ہے کہ ہندوستان کم از کم فریدوں کے زمانہ سے پرشین امپائر کا محکوم چلا آیا تو صاف ثابت ہُوا کہ ہندوستان میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کی تفریق وہی جمشید والی تفریق ہے۔ اور اسکے ثابت ہونے کے ساتھ یہ بھی لازماً ثابت ہُوا کہ یہ قوم اسی وقت سے محکوم ہے، کبھی کی حاکم نہیں۔ جمشید و فریدوں کی مفتوح ہے، کہیں کی فاتح نہیں۔ سلاطین فارس کی باجگزار رہا کی، کبھی آزاد نہ رہی ٭

(۵) اس قوم کے تیوہار بھی زیادہ تر اسی قسم کے اور اسی زمانے کے مقرر ہیں، جس قسم کے اور جس زمانے میں اہل فارس کے تیوہار مقرر ہیں۔ چنانچہ ان کی ہولی بعینہٖ فارس کا جشن نوروز ہے۔ انکی دیوالی وہی فارس کا جشن مہرگان ہیں۔ ان کی کھچڑی فارس کا جشن سدہ ہے۔ اور جبکہ مسلّم ہے کہ ایران سے یہ نہیں آئے تو ظاہر ہے کہ حکمران قوم سے ہرگز نہیں ہیں۔ اور مشرقی ترکستان کی نسل یقیناً جمشید و فریدوں کی محکوم و مفتوح قوم تھی۔ تیوہاروں میں بھی تقلید صاف دلیل ہے کہ آزاد خیال نہ تھے ٭

(۶) تاریخی واقعہ ہے کہ جب لشکر اسلام مُلک فارس میں گیا ہے تو بادشاہ وقت "یزدگرد" کے لشکر میں بکثرت ہندوستانی سپاہی مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے تھے، لیکن کسی ہندی راجہ یا مہاراجہ کا کوئی نشان یا ذکر ان سپاہیوں کے ساتھ نہیں ملتا۔ تو جس طرح جنگ جرمنی کے وقت ہندوستان سے والنٹیر لئے گئے تھے۔ اور سلطنت برطانیہ کے واسطے لڑتے تھے۔ اسی طرح یزدگرد کے وقت میں بھی گئے تھے۔ یہ صاف دلیل ہے کہ یزدگرد کے وقت تک یہ قوم پرشین امپائر کی محکوم ایسی ہی تھی جیسی کہ برطانیہ امپائر کی محکوم اس وقت ہے ٭

(۷) علامہ سیّد غلام علی آزاد بگرامی نے "خزانہ عامرہ" میں تاریخی تحقیق سے لکھا ہے کہ یزدگرد کی سلطنت کا خاتمہ ہو جانے کے بعد اس کے خاندان کا ایک ممبر جو بھاگ کر ہندوستان چلا آیا تو یہاں کے راجاؤں نے اس قدر اس کا احترام کیا کہ خوشدلی کے ساتھ ایک قطعہ ملک اس کے حوالہ کر دیا۔ وہی رانا اودے پور کا خاندان اور وہی ریاست ہے۔ اور مؤرخ موصوف کے زمانہ تک رانا اُدے پور کے دفتر میں (یادگار زوال سلطنت فارس) سنہ فاروقی لکھا جاتا تھا۔ یہ مزید ثبوت اس دعوے کا ہے کہ ملک ہندوستان کم از کم فریدوں کے عہد سے اسلام کے زمانہ تک کبھی آزاد نہیں رہا۔ برابر پرشین امپائر کا حکم بردار اور باجگزار رہا ٭ (مشرق)

ہندو مُسلم تمدّن کا اتّحاد

:: (از جناب ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر بی اے) ::

گذشتہ سال پروفیسر تیجا سنگھ صاحب خالصہ کالج نے وائی ایم سی اے ہال میں اپنے محققانہ لیکچر کے دوران میں ہندوستان کے اندر ہندو مُسلم اتحاد قائم کرنیکے لئے اُن مختلف مساعی کی ناکامی کا تذکرہ کیا تھا جو شہنشاہ اکبر مسٹر گاندھی لالہ لاجپت رائے جیسے دیگر ہندو مُسلم لیڈروں نے مختلف وقتوں میں کیں +

صرف ایک ہی مؤثر کافی و وافی طریقہ جس کی پروفیسر صاحب مذکور نے اپنے ہموطنوں کو اختیار کرنیکی سفارش کی تھی وہ بابا نانکؒ۔ شیخ فریدؒ۔ شیخ کبیرؒ جیسے سِکھ گرو۔ صوفیا اور دیگر بزرگوں کا مذہب تھا۔ کیونکہ پروفیسر صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں بزرگوں نے اسلام اور ہندوازم کے آمیزش کی سرتوڑ کوشش کی ہے +

مَیں بلکہ ہر ایک شخص اس کو تسلیم کریگا کہ بابا نانکؒ کے جانشین ذو گرو بُت پرست ہرگز نہ تھے بلکہ خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کرتے تھے۔ لیکن اُنیسویں صدی کی ابتدا میں بابا نانکؒ کی وفات کے ایک سو سال بعد سِکھ گُروؤں اور ان کے پیروؤں کے خیالات میں ایک جبلّی و نمایاں تغیّر واقع ہوگیا اپنی خواہشات کے تتبّع اور برہمن پروہتوں کے اثر کے ماتحت وہ مسلمانوں سے الگ ہو گئے، اور سیاست جیسے پُرخطر میدان میں داخل ہو کر اپنے شاندار کارناموں پر گھمنڈ کرنے لگے۔ حتّٰی کہ بعد کے گُرو اس حد تک پُہنچ گئے کہ وہ روح کے آواگون پر یقین کرنے لگے اور ان کا طرزِ معاشرت بھی بالکل ہندوانہ ہوگیا۔ وہ اور ان کے پیرو یعنی عام سِکھ ہندوؤں کو اپنی لڑکیاں دینے لگے مسلمانوں کے گھر شادی کرنا تو دوسرے یا تیسرے گُرو ہی کے زمانے سے ممنوع قرار دیا گیا۔ برخلاف اسکے اگر ہم بابا نانکؒ کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ وہ اسلام کی صداقت اور اسکی آسمانی تعلیم کو سچّے دل سے مانتے تھے اور مذہب اسلام اور اسکے ارکان کے راسخ پیرو کار ہونیکی وجہ سے ہندو مت کی طرف مخالفانہ نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ ہندوستان بلکہ افغانستان ترکستان اور عرب کی اسلامی زیارت گاہوں پر نہ صرف گئے تھے بلکہ اسوقت کے تمام بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ انہوں نے اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ نہایت بے تکلّفی سے کھایا پیا۔ اسکو سردار تیجا سنگھ صاحب خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ علاوہ اسکے اپنی آخری عمر میں نہایت خوشی کے ساتھ ایک مُسلم خاتون کے ساتھ شادی بھی کرلی۔ جو ضلع گورداسپور کے ایک راجپوت حیات خاں موج کی صاحبزادی تھیں۔ پس ان حقائق کی روشنی میں شاید ہی کوئی عقلمند انسان اس بات میں شک کرے۔ کہ اسلام اور ہندوازم کے درمیان کوئی اتحادی نقطہ نہیں ہے +

اب صرف ایک ہی طریقہ باقی ہے کہ ان میں سے ایک مذہب دوسرے میں جذب ہو جائے +

یہ ہر طرح سے تسلیم شدہ امر ہے کہ "ہندوازم" یا "پورانوں کا مذہب"، صحیح معنوں میں کوئی "مذہب" نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر کیوں نہ اسکو اسلام میں منضم کر دیا جائے۔ پھر دونو کا اتحاد معاً دیکھ لیا جائیگا۔ اسکے علاوہ کوئی دوسرا علاج یا طریقہ نہیں سچ بات تو یہ ہے کہ اسلام اور ہندو مت دو نقطے ہیں ان میں ایک قائم اور ابدی ہے اور دوسرا پہلے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ دونو کا اتحاد اس طرح ہو سکتا ہے کہ مائل ہونیوالا نقطہ ثابت و قائم نقطے میں حل ہو جائے۔ اسکے ماسوا ان دونو کے درمیان کوئی تیسرا یا درمیانی نقطہ نہ ہے نہ رہیگا ؀

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

قابل توجہ احمدی احباب

"چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے لئے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سواے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو خدا تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

برادران کرام! یہ وہ ارشاد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے نام جاری فرمایا۔ لیکن افسوس ہے کہ اسوقت تک ہم اس ارشاد کی تعمیل سے قاصر ہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں اپنے آقا کا یہ ارشاد بھول ہی گیا ہے۔ تو یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ پس اب میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم جماعت کے مخلص احباب کو یاد دلاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا۔ اور اُسوقت حضور نے فرمایا کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔" اب تو خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد اُسوقت کی نسبت کئی گنا ترقی کر گئی ہے ؀ (اسکے آگے دیکھو ٹائیٹل صفحہ ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ شفاعت اسلام کی روشنی میں

اسلام چونکہ جامع عالمگیر اور مکمل مذہب ہے اس لئے اس میں مذہب و اخلاق۔ روحانیت وغیرہ مسائل میں سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ملتا جس پر اس نے مفصل اور سیر کن بحث نہ فرمائی ہو۔ اسلام کی یہی خصوصیت ہے جس کے باعث اسے مذاہب عالم پر غلبہ۔ تفوق اور فتح ہے۔ جب ہم دوسرے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو افسوس کہ ہمیں ان میں متلاشیاں حقائق ملیہ کی تشنگی بجھانے کا سامان میسر نہیں آتا۔ مثال کے طور پر مسئلہ شفاعت کو لیجئے۔ دوسرے مذاہب میں اس کی تشریح و توضیح نہ ہونے کے باعث ان کے پیرؤں کو اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے اور اس عقدہ کی پیچیدگی کے حل کرنے میں اسقدر ٹھوکر لگی ہے جس سے وہ مذہب کی اساس و بنیاد تک کو بھی اکھیڑ بیٹھے۔ اس غلط فہمی کے باعث صحیح راہ نجات کو چھوڑ کر محاسبہ اعمال کے لازمی قانون من یعمل سوءً یجز بہ سے غافل ہو کر شرک وکفر فسق و فجور میں قدم بڑھائے۔ اہل کتاب بھی زعم باطل کے نشہ میں مخمور ہونے کے باعث غلط عقیدہ میں مبتلا ہو کر یہ دعویٰ کر بیٹھے لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اور پروانۂ نجات یہ پیش کرنے لگے نحن ابناء اللّٰہ واحباؤہ (مائدہ) آج بھی عموماً مسلمان اسی مرض میں مبتلا ہیں اور حقیقی ذریعہ نجات کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد و رسوم میں گرفتار ہیں۔ اور قرآن حکیم کے صحیح مسئلہ شفاعت کی غلط تاویلیں کر کے کتاب الٰہی کے مسلک سے کوسوں دور جا رہے ہیں۔ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللّٰہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون (البقرہ - ۱۰۱) حالانکہ قرآن حکیم نے مسئلہ شفاعت کی اسقدر تفصیل و تشریح فرما دی ہے جس سے کسی کو غلط فہمی کا موقع ہی نہیں مل سکتا۔ مگر افسوس اس کا کیا علاج جبکہ قرآن مجید کو چھوا ہی نہ جائے۔ غور تو در کنار۔ وہ مزعومہ شفاعت جس پر پہلی امتیں نازاں تھیں اور بد قسمتی سے آج عموماً مسلمانوں نے بھی اسی کو صحیح عقیدہ قرار دیا ہے۔ اس کی تردید قرآن مجید متعدد مواقع پر بارشادات ذیل کرتا ہے:۔

(۱) واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس

اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیئًا ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ
منها عدل ولا هم ینصرون (البقرہ ع ۴۸)
(۲) وذر الذین اتخذوا دینهم لعبًا ولهوًا
وغرتهم الحیوة الدنیا وذکر به ان تبسل
نفس بما کسبت لیس لها من دون الله
ولیّ ولا شفیع وان تعدل کل عدل لا یؤخذ
منها اولٰئك الذین ابسلوا بما کسبوا
لهم شراب من حمیم وعذاب
الیم بما کانوا یکفرون (الانعام ع ۷)

(۳) یا ایها الذین اٰمنوا انفقوا ممّا
رزقناکم من قبل ان یأتی یوم لا بیع
فیه ولا خلة ولا شفاعة والکافرون
هم الظالمون (البقرہ ع ۲۵۴)
(۴) وانذر به الذین یخافون ان
یحشروا الٰی ربهم لیس لهم من دونه
ولی ولا شفیع لعلهم یتقون
(الانعام ع ۵۱)

(۵) قل ادعوا الذین زعمتم من دونه
فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا
تحویلًا اولٰئك الذین یدعون
یبتغون الٰی ربهم الوسیلة
ایهم اقرب ویرجون رحمته
ویخافون عذابه ان عذاب ربك
کان محذورًا (بنی اسرائیل ع ۵۶ و ۵۷)

نہیں آئیگا اور نہ اس سے شفاعت قبول کیجائیگی
اور نہ اس سے معاوضہ لیا جاویگا اور نہ انہیں مدد دیجائیگی
ان لوگوں کو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل
تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انکو دھوکے
میں ڈالا ہوا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کر
کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کرتوت کی وجہ سے محروم ہو جائے
جہاں اسکے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی شفاعت
کرنیوالا اور اگر کوئی ہر قسم کا بدلہ دینا چاہے تو اس سے نہ لیا جائیگا
یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی کرتوت کیوجہ سے محروم ہوئے انکے لئے کھولتا
پانی پینے کو اور دردناک عذاب ہوگا اسلئے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

اے ایمان والو! اس میں سے جو ہم نے تمکو دیا ہے خرچ
کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی
خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش
کام آئیگی اور کافر ہی ظالم ہیں۔
اس قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس بات کا
خوف ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیئے جاوینگے
جن کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ
شفیع تاکہ وہ متقی بنیں۔
کہدیجئے انہیں پکارو جنہیں تم اللہ کے سوا (حاجت روا)
سمجھتے ہو وہ نہ تو تم سے تکلیف دور کرنیکا اختیار
رکھتے ہیں اور نہ بدل دینے کا جنہیں یہ لوگ پکارتے
ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف (پہنچنے) کا وسیلہ ڈھونڈھتے
ہیں خواہ ان میں سے کوئی کتنا ہی کیوں نہ مقرب ہو اور اسکی
رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں
بیشک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

(۶) وما نریٰ معکم شفعاءکم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضلّ عنکم ما کنتم تزعمون (الانعام ع۹۵)

(۷) ھل ینظرون الا تأویله یوم یأتی تأویله یقول الذین نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل قد خسروا انفسھم وضلّ عنھم ما کانوا یفترون (الاعراف ع۵۳)

(۸) ویعبدون من دون اللّٰه مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰه قل اتنبئون اللّٰه بما لا یعلم فی السمٰوات والارض سبحانه وتعالٰی عما یشرکون (یونس ع۱۸)

(۹) ویوم تقوم الساعة یبلس المجرمون ولم یکن لھم من شرکائھم شفعٰؤا وکانوا بشرکائھم کافرین (الروم ع۱۲و۱۳)

(۱۰) اللّٰه الذی خلق السمٰوات والارض وما بینھما فی ستة ایام ثم استوٰی علی العرش ما لکم من دونه من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون (السجدہ ع۴)

ہم تمہارے ساتھ وہ سفارشی نہیں دیکھتے جنکے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ تمہاری نجات میں ہمارے شریک ہیں اب تو یقیناً تمہارے تعلّقات ٹوٹ گئے اور جو تمہارے باطل خیالات تھے سب جاتے رہے +

کیا وہ اسکے انجام کا انتظار کرتے ہیں جس دن اس کا انجام آئیگا وہ لوگ جنہوں نے پہلے اسے بُھلا رکھا تھا کہینگے بیشک ہمارے رب کے رسول حق لیکر آئے تھے تو کیا اس وقت ہمارے کوئی سفارشی ہیں جو ہمارے لئے سفارش کریں یا ہم کو لوٹا دیا جائے تاکہ اور عمل کریں اسکے خلاف جو ہم عمل کیا کرتے تھے۔ یقیناً انہوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افترا کیا کرتے تھے وہ ان سے جاتا رہا +

اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں۔ کہدیجئے کیا تم اللہ کو ایسی بات بتاتے ہو جو نہ آسمانوں میں اسکے علم میں ہے اور نہ زمین میں۔ وہ اس شرک سے پاک اور برتر ہے جو یہ کرتے ہیں +

جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم ناامید ہو جائینگے اور انکے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں کا انکار کرنے والے ہونگے +

اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر تجلی فرمائی۔ اس کے بغیر تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۱) ام اتخذوا من دون الله شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون قل لله الشفاعة جمیعا له ملك السموات و الارض ثم الیه ترجعون (الزمر ع ۴۳ و ۴۴)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا سفارشی بنا رکھے ہیں کہدیجئے کیا وہ اس صورت میں بھی سفارش کر سکتے ہیں جبکہ وہ نہ کسی چیز کا اختیار اور نہ سمجھ رکھتے ہیں۔ کہدیجئے کہ شفاعت تو سب اللہ کے اختیار میں ہے آسمان اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے *

(۱۲) وانذرھم یوم الآزفة اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور (المؤمن ع ۱۸ و ۱۹)

ان کفار کو قریب آنیوالے دن سے ڈرا جبکہ دل غم سے بھرے ہوئے گلوں تک آ رہے ہونگے۔ اسوقت ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جسکی کوئی بات مانی جا سکے۔ وہی آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے بھی جو سینے میں چھپاتے ہیں *

(۱۳) کل نفس بما کسبت رھینة الا اصحاب الیمین فی جنات یتساءلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نك من المصلین ولم نك نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین فما تنفعھم شفاعة الشافعین (المدثر ع ۳۸ تا ۴۸)

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہوگا مگر دہنی طرف والے جو بہشتوں میں ہونگے مجرموں سے پوچھینگے تمھیں کیا چیز دوزخ میں لائی۔ کہینگے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور بیہودہ بکواس کرنیوالوں کے ساتھ ہم بکواس کیا کرتے تھے اور اور جزا و سزا کے دن کو ہم جھٹلاتے تھے یہانتک کہ اب ہم کو یقین آگیا۔ سو اُن کو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت فائدہ نہ دیگی *

آیات مذکورہ بالا میں تو شفاعت مزعومہ باطلہ کی تردید تھی۔ اب ذیل میں وہ آیات درج کیجاتی ہیں جن میں شفاعت حقہ کا اثبات اور اسکے شرائط وضوابط کا تذکرہ ہے *

(۱۴) یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عھدا (مریم ع ۸۵ تا ۸۷)

جس دن ہم پرہیزگاروں کو اپنے حضور میں معزز گروہ کی طرح اکٹھا کرینگے اور مجرموں کو جہنم کی طرف (پیاسے جانوروں کی طرح) ہانک لے جائینگے وہ شفاعت کے مالک نہ ہونگے مگر وہی جس نے رحمٰن سے عہد باندھا *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۵) یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمٰن ورضی له قولا یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون به علما وعنت الوجوه للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما (طٰہٰ ع۶ ۱۰۹ تا ۱۱۱)

اس دن شفاعت کسی کو نفع نہ دیگی مگر اسے جسکے لئے رحمٰن کی اجازت ہوگی اور اسکی بات کو پسند کریگا ان کے آگے پیچھے کی سب باتوں کو جانتا ہے اور یہ اسکے علم کا احاطہ نہیں کرسکتے اور حیّ وقیوم خدا کے سامنے لوگ عاجز ہو جائینگے۔ اور وہ شخص یقیناً نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا ٭

(۱۶) ولا یملك الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون (الزخرف ع۸۶)

اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ مگر وہ جس نے نا حق کی گواہی دی اور یہ اسے جانتے بھی ہیں ٭

(۱۷) وکم من ملك فی السمٰوات لا تغنی شفاعتهم شیئا الا من بعد ان یأذن الله لمن یشاء ویرضٰی (النجم ع۲۶)

کتنے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی شفاعت کچھ کام نہیں دیتی اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے جسے وہ چاہتا ہو اور اس پر راضی ہو ٭

(۱۸) من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء (البقرة ع۲۵۵)

وہ کون ہے جو دربار الٰہی میں بغیر اجازت کے شفاعت کرے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے جو انکے سامنے اور ان کے پیچھے ہے اور یہ اسکے علم کے کسی حصہ پر بھی احاطہ نہیں کرسکتے سوائے اسکے جسے وہ جتلانا چاہے ٭

(۱۹) ما من شفیع الا من بعد اذنه ذٰلکم الله ربکم فاعبدوه افلا تذکرون (یونس ع۳)

اسکے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کرسکتا یہی اللہ تمہارا رب ہے سو اسکی عبادت کرو۔ پس کیا تم نصیحت نہیں لیتے ٭

(۲۰) یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمٰن وقال صوابا (النبا ع۳۸)

جس دن روح اور فرشتے صف باندھکر کھڑے ہونگے وہ کوئی بات نہ کرسکینگے مگر وہ جسے رحمٰن اجازت دیگا اور وہ درست کہیگا ٭

(۲۱) وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانه بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون یعلم

اور کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنالیا وہ پاک ہے بلکہ وہ معزز بندے ہیں وہ اسکے سامنے بڑھ کر نہیں بولتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مابین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون (الانبیاء ع ۲۶ تا ۲۸)

(۲۲) من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا وکان اللہ علی کل شیئ مقیتا (النساء ع ۸۵)

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے اور وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے مگر اسی کی جس سے خدا راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں +

جو شخص اچھی بات کی سفارش کرے اسکو اس سے حصہ ملیگا اور جو کوئی بُری بات کی سفارش کرے اس کو اس کا حصہ ملیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قابو رکھتا ہے +

ان آیات سے حسب ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں:-

(۱) آیت ع ۲۲ سے معلوم ہوا کہ شفاعت کی دو قسم ہیں۔ شفاعت حسنہ۔ شفاعت سیئہ چنانچہ ہر ایک قسم کی شفاعت سے شفاعت کرنیوالے کو بھی حصۂ اجر یا جرم کا ملتا ہے +

(۲) آیت ع ۲۱ سے معلوم ہوا کہ شفاعت سیئہ کی تین اقسام ہیں جن کے نفاذ کا امکان دربار ایزدی میں نہیں۔ قسم اوّل شفاعت محبوبیت۔ یعنی محبوب کی شفاعت محب کے پاس۔ جیسے بیٹا باپ کے پاس سفارش کرے تاکہ باپ جذبہ محبت پدری سے مجبور ہو کر بیٹے کی سفارش کو پورا کرے۔ اس کی تردید میں فرمایا وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون قسم دوم شفاعت تحقیق یا فیصلہ کی نظر ثانی۔ مثلاً ایک مجسٹریٹ کسی مقدمہ کی تحقیقات میں غلطی کرنے کے باعث غلط فیصلہ کرتا ہے جس کی غلطی سے وہ واقف نہیں ہوتا۔ اسپر اپیل کے ذریعہ غلطی پر متنبہ کیا جاکر منسوخی فیصلہ کی استدعا کیجاتی ہے۔ یہ شفاعت اگرچہ لوگوں میں جائز ہے لیکن شان ایزدی کے خلاف ہے کیونکہ یہ نقص علم پر دال ہے۔ جسکی تردید آیت ع ۱۵ و ع ۱۸ و ع ۲۱ میں یوں کر دیگئی ہے۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیئ من علمہ +

قسم سوم۔ شفاعت وجاہت۔ بڑا آدمی چھوٹے کے پاس۔ افسر اپنے ماتحت سے سفارش کر کے اپنی وجاہت سے بات منواتا ہے۔ اسکی تردید آیت ع ۱۵ و ع ۲۱ میں یوں کر دیگئی۔ وعنت الوجوہ للحی القیوم۔ وھم من خشیتہ مشفقون +

(۳) آیت ع ۱۱ سے معلوم ہوا کہ شفاعت حسنہ کا مرتبہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کیلئے ہی مخصوص ہے +

(۴) آیت ع ۱۴ اور مابعد سے معلوم ہوا کہ یہ رتبہ نیابتاً عزت بڑھانے کے لئے کسی وقت ان لوگوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی عطا ہوگا جنہوں نے تخلق باخلاق اللہ کے ذریعہ تقرب الٰہی حاصل کیا ہوگا۔ مگر بشرائط ذیل:-

(الف) اذن الٰہی کے بعد شفاعت کا اختیار ہوگا۔ آیت ع۱۵ و ع۱۷ و ع۱۸ و ع۱۹ و ع۲۰

(ب) شفاعت کا اختیار انہیں ملیگا جنہوں نے عہد الٰہی کو پورا کیا ہوگا۔ آیت ع۱۴

(ج) ان کی شفاعت موافق مشیت و رضاء الٰہی ہوگی آیت ع۱۵ و ع۱۷ و ع۲۱

(د) انکی شفاعت طریق حق اور اصول صحیح پر ہوگی۔ آیت ع۱۶ و ع۲۰

(ھ) شفاعت کنندہ دربار الٰہی سے خائف ہوگا۔ آیت ع۲۱

(و) شفاعت انکے حق میں ہوگی۔ جنکے ایمان یا نیکیوں کا شفیع کو علم ہوگا۔ آیت ع۱۶

(۵) آیات ع۳ و ع۶ و ع۷ و ع۱۲ و ع۱۳ سے معلوم ہوا کہ مجرمین ذیل کے حق میں شفاعت نافع نہیں ہوگی *

(الف) کفار و مشرکین ع۳ و ع۶ (ب) تارکین صلوٰۃ ع۱۳ (ج) مسکینوں سے ہمدردی نہ رکھنے والے ع۱۳ (د) یاوہ گوئی کرنیوالے ع۱۳ (ھ) منکرین قیامت ع۱۳ (و) ظالمین ع۱۲ (ز) بدنظری کرنیوالے ع۱۲ (ح) عمل حسنہ نہ رکھنے والے ع۷

(۶) آیت ع۱۶ شفاعت حسنہ کی حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ وہ درحقیقت ایک قسم کی شہادت ہوگی۔ یعنی جن اعمال حسنہ مشفوع لہ کی خبر شفیع کو ہوگی۔ ان کی شہادت ہی شفاعت کا رنگ اختیار کریگی *

یہ تو کتاب الٰہی کے ارشادات مذکور ہوئے جنمیں شفاعت کی حقیقت اور اسکے اقسام اور شرائط و ضوابط بیان فرما دیئے گئے۔ اب ان احادیث کو لو۔ جن میں شفاعت کا ذکر آیا ہے۔ ان میں تم کسی ایسی جداگانہ شفاعت کا ذکر نہ پاؤ گے جو قانون محاسبہ[1] اور سزائے اعمال سے مستغنی کرسکے۔ بلکہ

---

[1] قانون محاسبہ کا تذکرہ قرآن مجید یوں فرماتا ہے۔ لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجز بہ (ترجمہ) مسلمانو! نجات نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو شخص بھی برائی کریگا اسکی سزا پائیگا (نساء) البتہ اس قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے بھی قرآن حکیم نے ایک دستور پیش کیا ہے۔ وہ یہ کہ خلوص قلبی سے توبہ اور استغفار کی جائے۔ اور گذشتہ سیئات کی نجاست کو آئندہ حسنات کے پاک پانی سے دھویا جائے چنانچہ ہے۔ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم (ترجمہ) تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے برائی کر بیٹھے اسکے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرلے تو وہ معافی دینے والا رحم کرنے والا ہے (الانعام ع۵۴) ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکریٰ للذاکرین (ترجمہ) یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں یہ نصیحت قبول کرنیوالوں کیلئے نصیحت ہے منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احادیث میں انہی ارشادات قرآنیہ کی شرح و تفسیر ہے۔

مجرمین پر فرد جرم قائم ہو کر داخل نار ہونے اور بداعمالیوں کی سزا پانے کے بعد ان نفوس کیلئے دروازۂ شفاعت کھلیگا جن کے تودہ ہائے سیئات کے نیچے چند ریزے حسنات کے دبے ہونگے۔ اور حقیقت میں شفاعت کا باعث بھی یہی حسنات ہونگی۔ چونکہ ان کا فیضان اکتساب دار دنیا میں انفاس قدسیہ انبیاء و اولیاء۔ عباد و زہاد کی تأسّی و اتباع کا نتیجہ تھا۔ اس لئے یہی روحانی نسبت عالم آخرت میں بزنگ شفاعت نمودار ہوگی۔ پس شفاعت کی علت ایمان و اعمال صالحہ ہیں نہ کہ معاصی اور فسق و فجور۔ جیسا کہ متبعین اہوائے شیطانیہ نے سمجھ رکھا ہے۔ اسی علت کی طرف شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم یوں اشارہ فرماتے ہیں کہ

"قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق وہ ہوگا جس نے خلوص دل سے کلمۂ توحید پڑھا ہوگا" (بخاری کتاب العلم)

اور چونکہ شفاعت مشفوع لہ کی قوت ایمانی کا نتیجہ ہوگی اسلئے حسب مراتب ایمان شفاعت بھی تدریجی اطوار سے ہوگی جیسا کہ احادیث میں ہے۔ پہلے ان کے حق میں جن کا ایمان جو کے قدر ہوگا۔ پھر ان کے حق میں جن کا ایمان رائی کے دانہ برابر ہوگا۔ ازاں بعد ان کی جن کا ایمان رائی کے ادنیٰ سے ادنیٰ حصے کے مساوی ہوگا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اوّل ان کی نجات ہوگی جن کا ایمان دینار کے برابر ہوگا پھر ان کی جن کا نصف دینار کے برابر۔ پھر انہیں نکالا جائیگا جن کی ذرہ بھر بھی نیکی ہوگی۔ ماسوی اللہ کی حدود شفاعت تو یہاں تک ختم ہو جائینگی۔ اب آگے ارحم الراحمین کی رحمت کا میدان ہوگا۔ جوش رحمت ایسی قوموں کو نکالیگا۔ جن کی ذرہ بھر بھی نیکی نہیں ہوگی۔ بعض اور روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرینگے۔ یارب جس نے تیری توحید کی گواہی دی ہو اسکی شفاعت کا اذن ہو۔ ارشاد ہوگا۔ اس کا تم کو اختیار نہیں۔ لیکن مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی عظمت و کبریائی کی قسم ہے کہ میں دوزخ سے ہر اس شخص کو نکالونگا جو میری توحید کا مقر رہا اور جس نے اپنے لئے دوسرا معبود نہیں بنایا۔ من قال لا الٰہ الا اللہ (بخاری)

پس ان روایات سے بھی ثابت ہوا کہ شفاعت کا فیضان ابتداءً اور انتہاءً بھی ارحم الراحمین کی ذات سے ہے اور یہی مفہوم و للہ الشفاعۃ جمیعًا کا تھا۔ اور اس فیضان کا باعث بھی ایمان باللہ اور توحید ہے۔

شفاعت کی صحیح حقیقت کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ

اور جو لوگ شفاعت کی صحیح حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ توحید کو چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں شفاعت کی غلط تاویل کیلئے غلط قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے۔ دربار احکم الحاکمین کو سلاطین دنیا پر قیاس کرتے ہیں۔ جس طرح انکے ہاں امراء و وزراء کے اعزازات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مراتب ہوتے ہیں اور حسب مراتب انہیں اختیارات دیئے جاتے ہیں جنکے ماتحت وہ رعایا کے فیصلے اور ان کی حاجات روائی کرتے ہیں اور جب کہیں اوپر کی طرف رجوع کی ضرورت ہوتی ہے تو جبتک انہی افسران کی رپورٹ اور سفارش نہ ہو حکومت اعلیٰ میں مقدمہ قابل سماعت نہیں ہوتا۔ اسی طرح دربار الٰہی میں بھی یہ لوگ انبیاء و اولیاء۔ غوث و اقطاب۔ ابدال و اوتاد۔ رشی و اوتار کو شفیع جان کر قضائے حاجات اور دفع بلیّات کا انہیں ضامن قرار دیتے ہیں۔ یہ شرک ابتداءً مسئلہ شفاعت کی غلط تعبیر کی وجہ سے پیدا ہوا۔ پھر یہی شرک فی الشفاعت شرک فی الدعا کی طرف منجر ہوا۔ کیونکہ جب انہیں حاجت روا شفیع سمجھا تو اپنی شفاعت کیلئے انہیں پکارنے لگے۔ یدعوا من دون اللہ مالا یضرہ ولا ینفعہ ذٰلک ھو الضلال البعید ۔

پھر اس شرک سے ایک قدم آگے شرک فی العبادۃ میں بڑھایا ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم (یونس ع۲) کیونکہ جب دیکھا کہ ہر کسی کی درخواست قبول نہیں ہوتی تو انہیں راضی کرنے کے لئے ان کی پرستش شروع کی تاکہ ان کی عبادت سے وہ راضی ہو کر دربار الٰہی میں شفاعت کریں اسی لئے جب مشرکین سے غیر اللہ کی عبادت کی وجہ پوچھی جاتی تو یوں کہتے ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ۔ یہ اللہ کے حضور ہمارے شفیع ہیں۔ جس کا جواب آگے یوں دیا جاتا ہے قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السمٰوات والارض (یونس) یعنی یہ محض بے اصل بات ہے۔ حالانکہ اللہ کے علم میں ایسے لوگوں کا وجود نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔ اور یہ ایک ایسا غلط عقیدہ ہے جس کا پتہ نہ آسمانی تعلیمات میں ملتا ہے اور نہ عقلی اور دماغی علوم میں۔ دوسرے موقع پر یہ فرمایا ہے اولٰٓئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ (بنی اسرائیل ع۶) یعنی جن ہستیوں کو راہ توحید سے ہٹنے والی قومیں پکارتی ہیں وہ تو خود ہی نجات کے لئے وسیلہ کی طلبگار رہیں خواہ ان میں سے کوئی کتنا ہی کیوں نہ مقرب بارگاہ الٰہی ہو۔ اس کی صفت رحیمیت کو دیکھ کر رحمت کے امیدوار رہیں اور اسکے قہر و جلال کے رعب سے خائف بھی ہیں۔ مقربان الٰہیہ میں سے اعلیٰ صنف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور نبیوں کے سرتاج خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مگر آپ کی زبان سے بھی یوں کہلوایا جاتا ہے:۔

قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الانعام ع۲)	کہدو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔
قل انی لا املک لکم ضرًا ولا رشدًا	کہدیجئے میں تمہارے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قل انی لن یجیرنی من اللہ احد و لن اجد من دونہ ملتحدًا (الجن ع۲ ۲۱و۲۲) ہوں اور نہ نفع کا کہو مجھے اللہ کے مقابل پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ میں اُسے چھوڑ کر کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔

اور یہ اسلئے تاکہ اُمت اس پر مغرور نہ ہو کہ ہمارا نبی سید الانبیاء ہے ہم جو چاہیں کریں ہمیں عذاب الٰہی سے بچالیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اپنی زندگی کے آخرین لمحات میں بھی جبکہ آپ سفر آخرت کی تیاری فرمارہے تھے اُمت کی راہ عمل کے لئے ایک جامع خطبہ دیتے ہیں جو آپ کی زندگی کا سب سے آخری خطبہ تھا۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:-

"اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہ اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہ خدا کے ہاں کے لئے کچھ کرلو میں تمھیں خدا سے نہیں بچا سکتا" (کتاب الام امام شافعیؒ)

پس جب مقربان خداوندی بھی کسی کو عذاب الٰہی سے مطمئن نہیں کر سکتے۔ وہ خود بھی خائف ہیں اور نجات کے لئے وسیلہ کے طلبگار۔ تو پھر انہیں پکارنے کی کیا حاجت۔ بلکہ انہی خواص کی طرح عوام کو بھی اصل ذریعہ نجات اور صحیح وسیلہ تقرب الی اللہ کی طلب ہونی چاہیئے جسکی طرف قرآن حکیم یوں توجہ دلاتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (المائدہ ع۳۵) ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف (پہنچنے کا) وسیلہ ڈھونڈھو۔ اور اسکی راہ میں مجاہدے کرو تاکہ تم کامیاب بنو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو دعا اُمت کو تلقین فرماتے ہیں اس میں بھی اپنے لئے وسیلہ کی ضرورت کو یوں عیاں فرماتے ہیں۔ وآت محمدن الوسیلۃ ۔

وسیلہ کی تفسیر

الوسیلۃ التوصل الی الشیٔ برغبۃ وھی اخص من الوصیلۃ لتضمنھا معنی الرغبۃ وحقیقۃ الوسیلۃ الی اللہ تعالےٰ مراعاۃ سبیلہ بالعلم والعبادۃ وتحری مکارم الشریعۃ (مفردات راغب)

وسیلہ کے معنی کسی چیز کی طرف رغبت سے پہنچنے کے ہیں۔ اور وہ لفظ وصیلہ (بمعنی پہنچنا) سے خاص ہے اس لئے کہ وہ رغبت کے معنی کو متضمن ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ لینے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی راہ (شریعت) کی رعایت علم اور عبادت اور مکارم شریعت کے ذریعہ کیجائے

(۱) وسیلہ کی ایک تو وہ باطل تفسیر ہے جو بُت پرستوں اور قبر پرستوں کی اختراع کا نتیجہ ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم یوں فرماتا ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الا للّٰہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (الزمر ع۳)

خالص فرمانبرداری اللہ کے لئے ہے اور جو لوگ اسکے سوا کارساز بناتے ہیں۔ (کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں ۔

(۲) دوسری تفسیر وسیلہ کی وہ صحیح تفسیر ہے جس پر آیات ذیل روشنی ڈالتی ہیں :-

وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من آمن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات آمنون (السباء ع۳۷)

تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تم کو ہمارا مقرب بنا دیں۔ ہاں (مقرب وہی ہوتا ہے) جو ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔ پس ایسے شخصوں کے لئے انکے اعمال کے باعث دوہرا اجر ہے اور وہ امن و اطمینان کے بلند مقامات میں ہونگے ۔

فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا (الکہف ع۱۱۰)

پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرے ۔

ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول الا انھا قربۃ لھم سیدخلھم اللہ فی رحمتہ ان اللہ غفور رحیم (التوبہ ع۹۹)

اور دیہاتیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں قرب کا وسیلہ اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں سنو بیشک وہ انکے لئے قرب کا ہی موجب ہوگا جلد ہی اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا بیشک اللہ معاف کرنے والا اور بے انتہا رحم کرنیوالا ہے

نصوص بالا سے معلوم ہوا کہ قرب الی اللہ کا وسیلہ ایمان اور عمل صالح اور اجتناب عن الشرک اور انفاق فی سبیل اللہ اور اخیر میں ان سب کے صلہ میں ادعیۃ الرسول ہیں۔ اور جس طرح ایمان اور عمل صالح تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں اسی طرح دفع مصائب دنیا اور عذاب الہی سے نجات کا بھی وسیلہ ہیں۔ ملاحظہ ہوں ارشادات ذیل :-

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے ہم یقیناً اسے پاکیزہ زندگی عطا کرتے ہیں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (النحل ع۹۷) | انہیں ان کے بہترین اعمال کا اجر دیتے ہیں *

ولوان اھل القری اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون (الاعراف ع۹۶) | اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا تب ہم نے انکو اسکی سزا میں پکڑ لیا جو وہ کماتے تھے +

ربّنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد

حررہ احقر عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرس عربی ہائی سکول خانپور ریاست بہاولپور

یورپ میں طلاق

(نوشتہ مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

عیسائیوں کو انجیل میں طلاق کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لکھدے یہ تم سے پہلے کہا گیا تھا لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ متی باب ۵-آیت ۳۱-۳۲- تقریباً یہی تعلیم باب ۱۹-آیت ۹ میں دی گئی ہے +

عملاً عیسائیوں میں طلاق کا رواج نہ تھا۔ اب کچھ عرصہ سے قانون بنا دیا گیا ہے کہ عیسائی بیوی اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی ہے اور وہ دوسرے سے عقد کر سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ طلاق کی عدالتیں ایسے مقدمات سے اسقدر دب گئی ہیں کہ وہ حیران ہیں کیا کریں۔ بعض جگہ "شادی کے شفاخانے" قائم کر دیئے گئے ہیں جہاں بیماروں کے شفاخانوں کی طرح متاہلانہ زندگی کے مصیبت زدوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ انکی رام کہانیاں سُن کے ممبر کوشش کرتے ہیں کہ میاں بیوی کی باہمی شکایات جاتی رہیں چنانچہ بہت سی صورتوں میں دونو کی غلط فہمیاں دُور کر دی گئی ہیں اور وہ ہنسی خوشی زندگی کے دن کاٹنے لگے +

طلاق یورپ و امریکہ میں ایک کھیل بن گئی ہے۔ جس طرح کسی جگہ پانی کو بندوں کے ذریعہ روکا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پھر بند توڑ دیا جائے تو پانی اتنا زبردست ریلا کر کے بہے کہ اپنے سامنے پہاڑوں کو بہا لے جائے یہی کیفیت مغرب کی بند تاہل سے آزاد ہو کے ہوئی ہے ؛

ذرا دو چار مقدمات سُنئیے اور اس دعوے کی کہ طلاق والی عورتوں کے لئے مصیبت وقیامت بنگئی ہے۔ دلیل ملاحظہ کیجیئے۔ نیویارک میں ایک شوہر نے نکاح منسوخ کیئے جانے کا دعویٰ کیا کہ بیوی نے شادی سے پہلے اس سے بچے جننے کا وعدہ کیا لیکن بعد میں وہ حمل گرانے لگی۔ بیوی نے عذر کیا کہ شوہر کی موجودہ تنخواہ پر وہ بچے پیدا کر کے انکی پرورش نہیں کر سکتی۔ عدالت نے یہ قرار دیتے ہوئے کہ عورت کا بچے جننے کے وعدے سے شادی کرنا اور بعد میں حمل گرانا شوہر سے دغا کرنا ہے۔ نکاح منسوخ کر دیا ؛

اسی قسم کا ایک مقدمہ عورت کی جانب سے ہُوا کہ مَیں بچے جنتے جنتے تنگ آگئی اب شوہر کے خلاف حکم امتناعی جاری ہونا چاہیئے کہ وہ اسے بچے جننے پر مجبور نہ کرے چنانچہ شوہر کو کچھ عرصے کے لئے حراست میں لے لیا گیا ؛

ایک شوہر گھر پر رہ کے ایک انجینری کھلونے کا شائق اور بیوی گھر میں رہنے کی بجائے سنیما اور ناچ گھروں میں رہنے پر عاشق تھی۔ دونو عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ بیوی نے کہا کہ حضرت دن بھر کھلونوں سے کھیلے جاتے ہیں۔ مجھ سے بات کرنے کی فرصت نہیں۔ سیر کے لئے کہتی ہوں تو زمین پر بھسکڑا مار کے بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے کھلونے سے کھیلنے لگتے ہیں۔ شوہر نے کہا کہ مَیں اس زندگی سے تنگ آگیا ہوں۔ کھانا پکتا ہے نہ میرے آرام کا خیال ہے۔ جب دیکھو سنیما میں یا ناچ گھر میں۔ عدالت نے دونو کو رضامند ہو جانے کے لئے ہرچند کہا اور شوہر سے کہا کہ بیوی کو گھر لے جاؤ اور جب یہ کہا کرے باہر سیر کرا لایا کرو۔ شوہر نے انکار کیا چنانچہ عدالت کو طلاق کی ڈگری دینی پڑی ؛

امریکہ کی کیفیت ملاحظہ ہو ایک مشہور ایکٹرس نے حال ہی میں رائے ظاہر کی کہ کیا بات ہے کہ امریکہ کی بیویاں شادیاں بہت کرتی ہیں۔ جن بیویوں سے مجھے ملنے کا اتفاق ہُوا وہ بڑی محبّت کرنے والی مائیں ثابت ہوئی ہیں۔ امریکہ کی بیویاں آج بچّوں کی پرورش خوب کر سکتی ہیں باینہمہ نظارہ بازی اور عشقبازی ان کا آسان ترین مشغلہ ہے۔ وہ شادی کو ترقی کے معنوں میں لیتی ہیں۔ اسے یہ خیال رہتا ہے کہ ہر بعد والا شوہر پہلے سے اچھا ثابت ہو جسوقت اسکی پہلی شادی کا بچہ اٹھارہ سال کا ہوتا ہے وہ محض اس لئے ایک پروفیسر شوہر کی تلاش میں سرگردان رہتی ہے کہ اسکے بچہ کو اوّل درجہ کی تعلیم ملے اور اس کا باپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہوشمند ہو۔ یہ بات انگلستان والوں کے خیال میں بھی نہیں آئی یعنی یہ کہ اپنے بچہ کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم و بیش ہر سات سال بعد ایک نیا باپ حاصل کرتی ہیں +

شکاگو میں ایک عجیب مقدمہ حال میں پیش ہُوا۔ بیوی نے شوہر کے خلاف اس بنا پر طلاق کا دعویٰ دائر کیا کہ وہ فعل ناقص کو دو ٹکڑے کرتا، نفی کے دو لفظ استعمال کرتا اور "نہ ہے" "نہ ہے" بار بار کہتا ہے اور اپنے فقرے حرف جار پر ختم کرنے کا عادی ہے اور اس طرز کو اس نے شوہر کی جانب سے بیرحمی کا اظہار بتایا۔ اس نے یہ بھی الزام لگایا کہ اس کا شوہر جون جو مستند حساب دان ہے، آداب مجلس سے غفلت برتتا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ جب ایک مہمان ان کے گھر آیا اور کھانے کے کمرہ میں اسے لے گئے تو وہ اس کا استقبال کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہُوا اور نہ تعارف کی پروا کی بلکہ بیٹھا بیٹھا برابر کھاتا رہا اور وہ غلط محاورے استعمال کرتا ہے اور جب مَیں نے اعتراض کیا تو مجھے مارا +

امریکہ کے بعد اب فرانس میں چلیئے۔ پیرس میں ایک بیوی نے اپنے شوہر پر طلاق کا دعویٰ بالکل انوکھی بنا پر دائر کیا۔ اس کی شکایت یہ تھی کہ اس نے اس سے مہینوں سے بات چیت نہیں کی اور اس نے اپنے لبوں پر ایسی مہر سکوت لگالی ہے کہ ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی۔ خوشامد درآمد اور تکرار دو متضاد طریقوں نے بھی اس پر کچھ اثر نہیں کیا۔ مُنہ میں کچھ ایسی گھنگھنیاں بھری ہیں کہ حضرت ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ آخر میں زندگی سے عاجز آکے اپنی خانگی مصائب کا خاتمہ عدالت کے توسط سے چاہتی ہوں +

اس پر ٹائمز کی رائے زنی بڑی پُر لطف ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ پتہ نہیں چلا کہ اس چُپکے آدمی نے اپنی بیوی کے خلاف شادی کا کونسا جرم کیا جسکی وجہ سے شادی کا تعلق قطع کر دیا جائے خاموشی عام طور سے فضیلت سمجھی گئی ہے۔ کارلائل نے تو اسے ایک الٰہیانہ خوبی بتایا ہے۔ تقریر بمنزلہ نقرہ ہے تو خاموشی بحیثیت طلا۔ اس قسم کے مقدمہ میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حد سے زیادہ خاموشی قانونی معنوں میں بیرحمی کے مترادف ہے اور قانونی بیرحمی ایک لچکدار اصطلاح ہے خاصکر امریکہ کے بعض قانونی علاقوں میں۔ لیکن اب تک ہماری نظروں سے ایسا علاقہ نہیں گذرا کہ خانگی چھیڑ خانیوں میں کوئی شخص منفی طور سے بے ضرر طریقہ میں گونگے کا گڑ کھا کے صبر و تحمل کی زندگی بسر کرے تو وہ ایک مجرم ہے۔ اور اس کا فعل قانونی بیرحمی کی ذیل میں آتا ہے۔ البتہ ہم اس عورت کی حد سے تجاوز بےچینی کی داد دیتے ہیں کہ وہ چیخ کے پکار کے رو کے کسی طرح بھی یہ خاموشی کا بھوت اپنے شوہر کے سر سے دُور نہ کر سکی۔ ہمیں ایک بیوی کے مجروح جذبات سے ہمدردی ضرور ہے جسکی زبانی یورشیں اور ضربیں اس کے شادی کے رفیق کی گینڈے کی سی کھال پر جس میں اس نے اپنے آپ کو چھپ کے محفوظ کیا ہُوا ہے ذرا سی بھی خراش نہ لگا سکیں۔ فرانسیسی ججوں نے اس انوکھے اور ذرا ٹیڑھے قانونی مسئلہ کو عقل و ہوش سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلجھایا۔ اس کا فیصلہ کسی طرح بھی نہ کرتے ہوئے کہ محض خاموشی اخلاقی یا کم از کم مناہلانہ جرم ہے انہوں نے عورت کو یہ قرار دے کے لاجواب سا کر دیا کہ شوہر کی خاموشی کا تسلی بخش ثبوت موجود نہیں۔ اسکے یہ معنے بھی نہیں کہ انہوں نے عورت کی شہادت پر یقین نہیں کیا۔ انہوں نے ممکن ہے یقین کر لیا ہو لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال کیا ہو کہ خاموشی ارادی نہ تھی بلکہ لازمی تھی بھلا بدقسمت آدمی زنانہ زبان کی تابڑ توڑ چبر چبر میں کس طرح اپنی آواز سُننے جانے کے قابل بنا سکتا ہے۔ صدا طوطی کی سُنتا کون ہے نقارخانہ میں! اس بی بی نے اِس بات پر زور دیا تھا کہ خاموشی سے اسکی سخت ہتک ہوتی ہے۔ لیکن ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ کہیں خاموشی کو نیم رضا کے معنوں میں لیا گیا ہے اور کہیں اس سے حقارت کا اظہار ہوتا ہے لیکن اس سے ہتک ہونا کہیں سُننے میں نہیں آیا۔ اگر خاموشی مناہلانہ زندگی میں جُرم قرار دیدی گئی تو بس بیچارے مَردوں کی شامت آگئی کہ ان غریبوں کا یہ رہا سہا سہارہ بھی گیا کہ عورتوں نے تنگ کیا تو دم بخود ہو کے چُپ ہو گئے کہ ہزار چیخ پکار کا بس ایک جواب خاموشی ہے۔ اس طرح خانگی چپقلشوں سے بچنے کا یہ نہایت کارگر ہتھیار انسان کے ہاتھ سے جاتا رہیگا ‘‘

ایک بیوی نے شوہر پر محض اس لئے طلاق کا دعویٰ کر دیا کہ وہ رات کو سوتے وقت اس زور سے خراٹے لیتا تھا کہ اس کی نیند اُچاٹ ہو جاتی تھی۔ جب عدالت نے یہ تجویز سُجھائی کہ کیا تم دو تو علیٰحدہ علیٰحدہ کمروں میں نہیں سو سکتے تو بیوی نے جواب دیا کہ جناب محلہ بھر اس صُور اسرافیل سے گھبرا اُٹھتا ہے ؁

ایک اور بیوی نے بیان کیا کہ میرے شوہر نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے اور دنیا میرے لئے دوزخ بنادی ہے اپنے سونے کے کمرہ میں پہلی بیوی کی تصویر لٹکادی ہے ؁

بیویوں کی زیادتی کا ایک ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ لندن میں ایک کوئلہ کے کام کرنیوالے نے تھانہ میں آکے کہا کہ خدا کے لئے مجھے حوالات میں بند کر دو۔ وہ سمجھے کہ شائد یہ کسی کو قتل کر کے آیا ہے اور خوب ہاتھ آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ وہ بچارہ خود مظلوم ہے اور بیوی کا بُری طرح ستایا ہُوا ہے۔ اُس نے کہا کہ میری بیوی نے میری ناک پر گھونسہ رسید کیا۔ اس لئے میرے خیال میں مَیں گھر کے مقابلہ میں حوالات کی کوٹھڑی میں زیادہ محفوظ رہونگا ؁

ایک بُڑھیا نے تو کمال ہی کر دیا اور ان سب چیدہ مثالوں کی دُھول کر دی۔ اب شادی والوں کے لئے کوئی صورت پناہ کی نہیں رہی۔ عدالت میں ایک جوڑہ پیش ہُوا۔ ۵۲ برس تک دونو ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے رہے۔ ان کے کئی جوان جوان بیٹے بیٹیاں ہیں۔ بیوی نے کہا وہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال سے ہم میں ناچاقی شروع ہوئی ہے۔ میرے شوہر نے میرے خود تو نہیں۔ قلم چبھونے کی دھمکی دی۔ چلتے جھگڑا شروع ہو گیا۔ عدالت نے بہت کچھ دونو کو سمجھایا۔ حاضرین سے کہا کہ ان کا سمجھوتا کرا دو لیکن توبہ جی! ایسا بگاڑ ہوا تھا کہ کسی طرح دل صاف نہ ہوا آخر عدالت نے بادل ناخواستہ طلاق کا فیصلہ دیدیا ؛

ان چند مثالوں سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ مغرب میں شادی کی زندگی حقیقت میں کانٹوں کا بستر ہو گئی ہے۔ اور طلاق مُنہ کا نوالہ بن گئی ہے۔ یہ انسانی قواعد ہیں۔ اب ہندو بھی عنقریب طلاق کا قاعدہ جاری کر کے دھرم شاستر میں ترمیم کرینگے۔ ایک ہندو ریاست میں اس کی ابتدا ہو گئی ہے۔ جو قواعد اسکے لئے وضع کیئے گئے ہیں وہ اسی غار کی طرف لے جانیوالے ثابت ہونگے جس میں مغرب سر کے بل گرا ہوا جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے ؛

اسلام نے جو تعلیم دی مکمل دی۔ طلاق کے متعلق جو اصول قائم کیا وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ شادی کی زندگی اسی وقت محفوظ اور مسرت بخش ہو سکتی ہے۔ طلاق ایک آگ ہے جس سے کھیلنا نہایت خطرناک ہے۔ طلاق ایک ناگوار چیز ہے جسکو جائز کر دیا گیا ہے لیکن اسکے اسلامی قواعد اسقدر عمدہ اور مضبوط ہیں کہ سہل الحصول ہونے کے باوجود بازیچۂ اطفال بننے کا امکان نہیں۔ دو میاں بی بی بنا اتفاقی کی صورت میں عدالت میں جائے بغیر باہم رضامندی سے طلاق کی کارروائی پر عمل کر سکتے ہیں۔ عورت معاہدہ نکاح کی کسی شرط سے یا شوہر کو کسی طرح راضی کر کے خلع حاصل کر سکتی ہے۔ مرد کا بیوی پر بدچلنی کا الزام لگانے سے عورت طلاق لعان لے سکتی ہے۔ اور کئی صورتیں ہیں جو طرفین کے باہم فائدہ کے لئے ہیں۔ پھر مطلوقہ کی شادی کو زنا نہیں بتایا گیا۔ ایک بدچلن عورت بعد میں نکاح کرنے کی وجہ سے نیک بھی بن سکتی ہے اُسے عیسائیت کی تعلیم کے مطابق ہمیشہ کیلئے مردود نہیں بنا دیا گیا۔ ایام عدت کے لئے حسن سلوک کا حکم دیا گیا اور شوہر بیوی کے اخراجات کا کفیل بنایا گیا۔ غصہ یا ہنسی کی طلاق کو کھیل نہیں سمجھا گیا۔ اس کا سخت خمیازہ فریقین کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ عورت جبتک دوسرے سے شادی کر کے طلاق نہ لیلے پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اس سخت سزا کو سن کے کبھی آدمی کی غیرت اس کا تقاضہ نہ کریگی کہ وہ ناشائستگی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو اور بیوی کو مصیبت میں ڈالے۔ اسلام کی جس تعلیم کو لے کے دیکھا جائے نہایت کامل اور مطابق عقل و فطرت نظر آئیگی !

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی کتب اسلام کی نظر میں

(از انگریزی ریویو)

(مترجمہ عبدالرحیم صاحب شبلی)

کچھ عرصہ ہُوا کہ جان ڈبلیو باڈمین مدرسہ دینیہ سہارنپور کی طرف سے مجھے ایک ٹریکٹ موصول ہُوا جس کا نام "عہدنامہ نو کے اُردو ترجمہ میں فروگذاشتیں" تھا پہلے یہ مضمون دسمبر ۱۹۲۸ء کے رسالہ انڈین سٹینڈرڈ میں شائع ہُوا تھا اور جیسا کہ حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے اس کو اے۔ پی۔ مشن پنجاب کے ایک پادری کی درخواست پر لکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ نامہ نگار اس مضمون کو بہت اہم خیال کرتا ہے ورنہ اُسے ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرکے مختلف لوگوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ چونکہ پانڈوں میں میرا بھی نام تھا اس لئے مَیں نے اپنا اخلاقی فرض خیال کیا کہ اس پر غور کروں اور نامہ نگار کو اپنے خیالات سے مطلع کروں ؛

جہاں تک میری سمجھ میں آیا ہے یہ مضمون جواب ہے اُن اعتراضوں کا جو کسی مسلمان نے نئے عہدنامہ کے اُردو ترجمہ پر کیئے۔ اس نئے ترجمہ میں کئی ایک آیات کو چھوڑ دیا گیا ہے جو پُرانی کتب میں موجود تھیں اور یہ بات کسی مسلمان نے اس ثبوت میں پیش کی ہوگی کہ اناجیل الہامی کتب نہیں۔ نامہ نگار یہ مانتا ہے کہ یہ آیات پہلی کتب میں مندرج نہیں ہونی چاہیئے تھیں۔ وہ کہتا ہے "یہ غلطی تھی جو اِن کو انگریزی اور اُردو کی پہلی کتب میں شامل کیا گیا"۔ کیوں اور کس طرح؟ یہ ہم پھر دیکھیں گے فی الحال ہم کو یہ دکھانا ہے کہ وہ ان کو کیا سمجھتا ہے اور وہ صورتِ حال کا کس طرح پر مقابلہ کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اِس مطلق انکار سے معاملہ رفع دفع ہوگیا لیکن جس مصیبت سے اُس نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ اِن آیات کا اخراج بائیبل کی پاکیزگی اور طہارت کیلئے ضروری تھا اور جو اہمیت اُس اے پی مشن کے پادری نے مسلمان کے اعتراضوں کو دی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنی آسانی سے رفع دفع نہیں ہوسکتا۔ اب مَیں بتاتا ہوں کہ اُس کا اِس کے متعلق کیا خیال ہے ؛

مصنّف لکھتا ہے کہ "وہ مسلمان اِن تحریف شدہ آیات کا ذکر جو کرتا ہے تو اس لئے کہ اُس کا خیال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ اس کا تعلق بائیبل کے الہامی ہونے کے عقیدہ کے ساتھ ہے"۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں مصنف نے ٹھوکر کھائی ہے۔ افسوس ہے کہ ایک آدمی جو کافی عالم فاضل ہے یہ معلوم کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا کہ اس سوال کا اصل مقصد کیا ہے۔ باوجودیکہ اس کا تعلق ایک مرکزی عیسائی مدرسہ کے ساتھ ہے جہاں اسکو مسلم لٹریچر آسانی سے مل سکتا ہے حیرت ہے کہ اس میں وہی جہالت اور ناواقفی پائی جاتی ہے جو آپ کو عیسائیوں کے نئے پادریوں میں ملے گی۔ مسلمان قبل اسلام وحیوں کو تو مانتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں مانتے کہ عیسائیوں کی موجودہ بائیبل بھی تمام کی تمام موجودہ صورت میں کلام الٰہی ہے۔ اگر اس وحی کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے یا اس کے بعض حصوں میں دست اندازی کی جا چکی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہلے کوئی وحی ہوئی نہ تھی۔ ان کا اب تک یقین ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست الہام پاتے تھے۔ بحث تو اس بات پر ہے کہ یہ "عیسائی اناجیل" اور خصوصاً "عہد نامہ نو" یہ حق نہیں رکھتے کہ ان کو الہامی کتب سمجھا جائے۔ انہیں معنوں میں کہ جن میں دوسری کتب الہامی سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے لئے ان کے پاس ثبوت ہیں۔ یہاں میں مسلمانوں کا نقطۂ نظر تحریر کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ مسٹر باڈمین توجہ کریں گے ÷

الہامی کتب سے ایک مسلمان یہ مراد لیتا ہے کہ وہ کتابیں جو انبیاءؑ پر نازل ہوتی ہیں اور جن پر انہیں اور ان کے پیروؤں کو عمل کرنا لازمی ہوتا ہے یہ وہ زبانی کلام ہوتا ہے جو ملہم پر ایک خاص حالت میں جبکہ انسان کے ظاہری حواس معطل ہو جاتے ہیں نازل ہوتا ہے۔ وحی ہی ملہم کو کوئی غلطی نہیں ہونے دیتی کیونکہ یہ اسوقت اس کے تمام قویٰ ظاہریہ کو معرض التوا میں ڈال دیتی ہے +

آیا عہد نامہ نو اس امتحان پر پورا اترتا ہے یا نہیں یہ ہم پھر دیکھیں گے۔ لیکن یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ عیسائیوں کا لفظی الہام پر اٹھارھویں صدی تک یقین رہا ہے۔ موجودہ عیسائیوں کا یہ مسئلہ کہ عہد نامہ نو کو مقدس روح نے وحی کیا تھا اور بعض آدمیوں کو لکھوایا تھا اور انکو بتایا تھا کہ دوسروں کی ہدایت کے واسطے کس طرح لکھنا چاہیئے ایک بالکل نیا مسئلہ ہے اور بہت تھوڑے اس میں یقین رکھتے ہیں۔ لیکن وہ بھی لفظی الہام اور محض الہام میں فرق کرتے ہیں۔ دوسرے آدمیوں کی طرح وہ بھی مانتے ہیں کہ محض الہام میں غلطی ہو جانے کا احتمال ہے اور وحی میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی عیسائیوں کا ایک کثیر حصہ نئے عہد نامہ کو محض ایک تاریخی واقعات کا مجموعہ قرار دیتا ہے جن میں مسیح اور اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مریدوں کی تعلیمات موجود ہیں ؎

پس عیسائی لوگ اناجیل کو اُنہی معنوں میں الہامی نہیں سمجھتے جن معنوں میں کہ مسلمان سمجھتے ہیں۔ وہ ہرگز دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ خدا کی طرف سے وحی شدہ تھیں۔ اپنے ہندوستانی دوستوں کی واقفیت کے لئے مَیں بعض عیسائی مصنّفین کے اقتباس پیش کرتا ہوں یہ دکھانے کے لئے کہ مغرب میں "لفظی الہام" پر کوئی اعتقاد نہیں۔ اور وہ کتابیں جو عہدنامہ نو و عہدنامۂ عتیق پر مشتمل ہیں محض انسانی تحریرات سمجھی جاتی ہیں۔ یہ نہایت قابل تأسف امر ہے کہ عیسائیوں کے عالم فاضل لوگوں میں اتنی بھی اخلاقی جرأت نہیں کہ وہ تقریروں میں اور اخباروں میں اس کا صاف طور پر اعلان کردیں جو وہ اپنے تعلیمی حلقوں اور چیدہ چیدہ مجلسوں میں ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ اُس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے جو لوقا نے یسوع مسیح کی پیدائش اور بچپن کے متعلق دیا ہے۔ ڈین فیرر لکھتا ہے کہ لوقا نے اسکو "مریم کے اپنے مُنہ سے" سُنا ہوگا۔ کیونکہ الفاظ کی بندش اور طرز تحریر صاف بتا رہی ہے کہ یہ عورت کے الفاظ ہیں اور رنگت بیان بھی نسائی طرز پر ہے۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ یہ عبارت الہامی ہرگز نہیں بلکہ اس رنگ کی ہے جس طرح کہ ایک عورت اپنے بچّے کو مدِّ نظر رکھ کر کہہ رہی ہے۔ یعنی اسمیں شفقت مادری کا زیادہ دخل ہے بنسبت الہامی ہونے کے ؎

ریورنڈ ڈملو اپنی تفسیر میں بائیبل کے الہامی ہونے کا صاف انکار کرتا ہے اور کہتا ہے:۔
"یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بائیبل ایک بالکل مکمّل کتاب ہے کہ جس کا مصنّف خود خدا ہے۔ اِسکے مصنّفوں کا علم بعض اوقات اپنے ہمعصروں سے بھی زیادہ نہیں۔ اور اگر پڑھنے والے کو صریح غلطیاں دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اب تک اس "لفظی الہام" کی تھیوری میں مبتلا ہے۔" وہی مصنّف کہتا ہے کہ مرقس کو اپنی انجیل لکھتے وقت اگر کوئی الہام ہوا تھا تو وہ یہی تھا کہ اس نے جو کچھ پطرس سے سُنا وہ لکھدیا اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرقس حضرت یسوع مسیح کا صحابی نہ تھا بلکہ حضرت پطرس کا عیسائی بنایا ہُوا۔ اس لئے جو کچھ مرقس نے لکھا ہے وہ حضرت یسوع مسیح کے اصلی الفاظ نہیں ہیں اُس کی انجیل کتابی صورت میں اعادہ ہے اُن نصیحتوں اور وعظوں کا جو پطرس نے کسی خاص موقع اور حاضرین کو دیکھ کر کہے تھے۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ انجیل حضرت مسیحؑ کے دائرہ تبلیغ سے باہر لکھی گئی یعنی جن ممالک میں حضرت مسیح رہے اس سے باہر لکھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اس لئے اس تعداد کو پورا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ سو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں کہتا ہوں کہ "اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔" جو احباب آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اٹھیں گے اور اس کوشش میں لگ جائینگے تا دوسرے احباب کو بھی ان کے ذریعہ سے تحریک ہو۔ اور ان کے نام انصار اللہ کی فہرست میں دیکھ کر کوئی درد مند دل ان کے دعا کرے ۔

احباب مندرجہ ذیل ذرائع سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تعمیل کر سکتے ہیں:-

(۱) انگریزی ریویو اور اُردو ریویو کو اپنے نام جاری کرائیں ۔

(۲) جو دوست خود انگریزی نہیں پڑھ سکتے۔ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے ناظم طبع و اشاعت کو اجازت دیں کہ وہ کسی غیر مسلم یا غیر احمدی کے نام انگریزی رسالہ جاری کر دیں اور احباب انگریزی ریویو کا سالانہ چندہ ہر سال باقاعدہ ادا کرتے ہیں ۔

(۳) جو احباب انگریزی ریویو خود پڑھ سکتے ہیں وہ انگریزی رسالہ صرف اپنے نام جاری نہ کرائیں۔ بلکہ دوسرے لوگوں یعنی غیر مسلموں اور غیر احمدیوں کے نام بھی جاری کرا کے حضرت مسیح موعود ؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنیوالوں کی فہرست میں اپنے آپکو داخل کریں ۔

(۴) ایک اور ذریعہ بھی ہے۔ جس سے رسالہ کو بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اہل علم و اہل قلم احباب رسالہ کے لئے مفید مضامین لکھ کر بھیجیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ رسالہ زیادہ دلچسپ اور زیادہ فائدہ رساں اور زیادہ مقبول ہوگا۔ جس سے خود بخود اس کی اشاعت میں ترقی ہوگی۔ پس کیا کوئی ایسا دوست ہے جو اس طرح رسالہ کی امداد کرنے کیلئے تیار ہو؟ ان کی یہ خدمت نقد روپیہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ قیمتی ہوگی۔ ایسے احباب بھی اپنے ارادہ سے خاکسار کو اطلاع بخشیں ۔

(۵) احباب جماعت کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے آگاہ کر کے ان کو تحریک کریں کہ وہ مندرجہ بالا چار طریقوں میں سے کسی نہ کسی ایک یا دو طریق سے رسالہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں ۔

(۶) غیر احمدی و غیر مسلم لوگوں میں رسالہ ریویو انگریزی و اُردو کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کریں ۔

یہ وہ ذریعے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود ؑ کے حکم کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ایک ارشاد کی تعمیل کی توفیق بخشے۔ تا ہم خدا کی فہرست میں حضرت مسیح موعود ؑ کے وفادار غلاموں میں لکھے جائیں ۔

(ناظر تالیف تصنیف قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اُردو - قادیان دار الامان - ۵ ر مارچ ۱۹۳۲ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

بانی

ڈاکٹر - ایس - کے - برمن

منعقدہ ایسٹار ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

ڈی - ایس - کے - برمن

ڈاکٹر - ایس - کے - برمن

لیمیٹڈ

سنہ ۱۹۸۴ ء

"پچاس سالوں سے ہندوستانی پیٹنٹ دواؤں کے بے مثل موجد"

REGD. | "پشٹینا"

مقوی باہ کی گولیاں

اس مقوی دوا کے استعمال سے معمولی کمزوری - نامردی - جریان - ہاتھ پیر دل کا کانپنا - ہول دل - حافظہ کی کمی اور تکان وغیرہ رفع ہوتی ہے - دوران استعمال دوا گاہے گاہے ہماری تیار کردہ "جلابن" جلاب کی گولی سے معدہ صاف کر لینا ضروری ہے - قیمت - دو ہفتوں کی خوراک تیس ۳۰ گولیوں کی ایک روپیہ دو آنہ عہ - قیمت جلابن بارہ گولیوں کی شیشی دس آنہ ۱۰ ر محصول ہر دو شیشی سات آنہ ۷ ر قیمت نمونہ پشٹینا ۳ - نمونہ جلابن ۲

REGD. | کیشراج تیل

(سر میں لگانے کے تیلوں کا بادشاہ)

یہ خوشبودار تیل بالوں کی جڑوں کو مضبوط اور دماغ کی خشکی دور کر کے تر و تازہ رکھتا ہے - یہ اُن مفید اجزا سے مرکب تیار کیا گیا ہے جو دماغ و آنکھوں کے لئے نہایت مفید ہیں - اسکی خوشبو دیرپا اور نہایت دل پسند ہے - اسمیں دھاٹ آئیل وغیرہ کوئی مضر صحت چیز شامل نہیں ہے - قیمت فی شیشی پندرہ آنہ ۱۵ ر محصول دس آنہ ۱۰ ر قیمت نمونہ ۳ ر

نوٹ نمبر ۱ } ہمارے یہاں کی آیورویدک دواؤں کی فہرست چھپکر تیار ہو گئی ہے - طلب کرنے پر مفت روانہ ہو گی عام خریدار دوا کو نمونے صرف ہمارے ایجنٹوں ہی سے مل سکتے ہیں ؛

نوٹ نمبر ۲ } ہماری دوائیں ہر جگہ دوا فروشوں اور دوکانداروں کے یہاں ملتی ہیں - ڈاک محصول بہت بڑھ گیا ہے اس سے بچنے کے لئے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیئے ؛

(صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ - قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے ؛

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؛